سیرت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مرزا مبارک احمد

پیشکش: وقفِ جدید انجمن احمدیہ ربوہ، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

گو مجھے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام میں شمولیّت کا فخر اور سعادت حاصل نہیں۔ کیونکہ میری پیدائش آپ کے وصال کے کئی سال بعد ہوئی مگر مجھے حضورؑ سے رُوحانی اور جسمانی دونوں تعلقات ہیں اور جسمانی تعلق کے لحاظ سے حضور کے ایک جلیل القدر صحابی اور فرزند اور موعود خلیفہ جس کو خدا نے اپنے الہام میں مسیح موعود کا حسن اور احسان میں نظیر قرار دیا کے گھر میں میری پیدائش ہوئی (اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے اور اس کے اس فضل اور احسان کو دیکھکر میرا دل اپنے ربّ کے حضور تشکر و امتنان سے جھکا ہوا ہے۔) اگرچہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو نہیں دیکھا لیکن آپ کے حسن و احسان میں نظیر کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ میسّر آیا اور اس طرح اِس بدرِ کامل کی کچھ جھلکیاں دیکھنے کی سعادت میسّر آئی۔

جیسا کہ مَیں پہلے بیان کر چکا ہوں مجھے صحابہ میں شمولیّت کی سعادت حاصل نہیں اس لئے اس مضمون میں جو کچھ بیان ہوگا وہ کلیّۃً صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کی روایات پر مشتمل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ایک جلیل القدر صحابی جن کو حضور کے برادرِ نسبتی ہونے کا بھی فخر حاصل ہے یعنی حضرت میر محمّد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"احمدی تو خدا کے فضل سے دُنیا کے ہر گوشہ میں موجود ہیں مگر

احمدؐ کو دیکھنے والوں اور نہ دیکھنے والے احمدیوں میں بھی ایک فرق
ہے۔ اِلّا مَاشَآءَ اللہ۔ دیکھنے والوں کے دل میں ایک سرور
اور لذت اس کے دیدار اور صحبت کی اب تک باقی ہے۔ تصویر
اور اصل میں فرق بھی وہی جانتے ہیں۔ جنھوں نے اصل کو دیکھا۔
بجائے اس کے کہ میں آپ کا حُلیہ بیان کروں اور کسی تفصیل میں
جاؤں۔ آپ کے تمام حُلیہ کا خلاصہ ایک فقرہ میں یہ ہو سکتا ہے
کہ "آپ مردانہ حُسن کے اعلیٰ نمونہ تھے"۔ مگر یہ فقرہ نامکمل رہے گا
اگر ساتھ یہ فقرہ نہ ہو کہ "یہ حسن انسانی ایک رُوحانی چمک دمک
اور انوار اپنے ساتھ لئے ہوئے تھا۔ اور جس طرح آپ جمالی رنگ
میں اس امّت کے لئے مبعوث ہوئے تھے اسی طرح آپ کا جمال
بھی خدا کی قدرت کا نمونہ تھا اور دیکھنے والے کے دل کو اپنی طرف
کھینچتا تھا۔

آپ کا رنگ گندمی اور نہایت اعلیٰ درجہ کا گندمی تھا۔ آپ
کا جسم نہایت متناسب تھا آپ میں ایک نورانیت اور سُرخی
جھلک مارتی تھی اور یہ چمک جو آپ کے چہرہ کے ساتھ وابستہ تھی
عارضی نہ تھی بلکہ دائمی۔ کبھی کسی صدمہ، رنج، ابتلاء، مقدّمات
اور مصائب کے وقت آپ کا رنگ زرد ہوتے نہ دیکھا اور ہمیشہ
چہرۂ مبارک کندن کی طرح دمکتا رہتا تھا۔ علاوہ اس چمک اور
نور کے آپ کے چہرہ پر ایک بشاشت اور تبسم ہمیشہ رہتا تھا۔

اور دیکھنے والے کہتے تھے کہ اگر یہ شخص مفتری ہے اور اپنے دل میں
اپنے تئیں جھوٹا جانتا ہے تو اس کے چہرہ پر یہ بشاشت اور خوشی
اور فتح اور طمانیت قلب کے آثار کیونکر ہو سکتے ہیں۔ یہ نیک ظاہر
کسی بد باطن کے ساتھ وابستہ نہیں رہ سکتا اور ایمان کا نور بدکار
کے چہرہ پر درخشندہ نہیں ہو سکتا تردّد یا غم کے آثار چہرہ پر دیکھنے
کی بجائے زیارت کنندہ اکثر تبسم اور خوشی کے آثار ہی دیکھتا تھا۔
آپ کی آنکھیں ہمیشہ قدرتی غضِّ بصر کے رنگ میں رہتی تھیں نہایت
درجہ کی فراست اور ذہانت آپ کی جبیں سے ٹپکتی تھی۔ آپ کو
دیکھکر کوئی شخص ایک لمحہ کے لئے بھی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس
شخص کی زندگی میں یا لباس میں کسی قسم کا بھی تصنّع ہے۔ آپ اپنے
مطاع نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم کی طرح ان کی اتباع میں ایک
حد تک جسمانی زینت کا ضرور خیال رکھتے تھے۔ مگر ان باتوں میں
انہماک آپ کی شان سے بہت دُور تھا۔

آپ کی ظاہری جسمانی خوبصورتی کے بیان کے بعد اب میں حضور علیہ
الصّلوٰۃ والسّلام کی باطنی خوبصورتی کے متعلق روایات بیان کروں گا سب سے پہلے
اور سب سے مقدّم "محبّت الٰہی" کا نمبر آتا ہے کیونکہ یہ خالق و مخلوق کے رشتہ کا
مضبوط ترین پیوند ہے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی زندگی میں اس رُوحانی
پیوند کا جس عجیب و غریب رنگ میں آغاز ہُوا اس کا تصوّر ہر صاحبِ دل انسان
میں وجد کی سی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔ حضور علیہ السّلام کا جوانی کا عالم تھا۔

جبکہ انسان کے دل میں دنیوی ترقی اور مادّی آرام و آسائش کی خواہش اپنے جوبن پر ہوتی ہے ایسے وقت میں حضور کے والد صاحب نے علاقہ کے ایک زمیندار کی معرفت حضور کو پیغام بھجوایا کہ ایک بڑے افسر کے ساتھ میرے گہرے تعلقات ہیں اس لئے اگر تمہیں نوکری کی خواہش ہو تو مَیں اس افسر کو کہہ کر کوئی اچھی سی ملازمت دلوا دوں۔ حضور علیہ السّلام نے اپنے والد صاحب کا یہ پیغام سُنکر بلا توقف فرمایا کہ والد صاحب سے میری یہ عرض کردیں کہ آپ کی شفقت اور محبت کا ممنون ہوں۔ لیکن "میری نوکری کا فکر نہ کریں۔ مَیں نے جہاں نوکر ہونا تھا ہو چکا ہُوں"۔ (سیرت المہدی)

حضور علیہ السّلام کے والد صاحب بوجہ شفقت پدری اکثر فکر مند رہتے تھے کہ میری وفات کے بعد اس بچّہ کا کیا ہوگا۔ لیکن اسلام کا خدا بڑا وفا دار اور بڑا قدر شناس آقا ہے۔ چنانچہ قبل اس کے کہ حضور کے والد صاحب کی آنکھیں بند ہوں خدا نے اپنے اس نوکر شاہی کو جس نے اپنی جوانی میں اس کا دامن پکڑا تھا اس عظیم الشان الہام کے ذریعہ تسلّی دی کہ:۔

"اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ"۔ (تذکرہ)

"یعنی اے میرے بندے تو کس فکر میں ہے۔ کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اکثر فرمایا کرتے تھے اور بعض اوقات قسم کھا کر بیان فرماتے تھے کہ یہ الہام اس شان اور اس جلال کے ساتھ نازل ہُوا کہ میرے دل کی گہرائیوں میں ایک فولادی میخ کی طرح پیوست ہو کر بیٹھ گیا۔ اور اس کے بعد اللہ تعالٰے نے اس رنگ میں میری کفالت فرمائی کہ کوئی باپ

یا کوئی رشتہ دار یا کوئی دوست کیا کر سکتا تھا۔ اور فرماتے تھے کہ اس کے بعد مجھ پر خدا کے وہ متواتر احسان ہوئے کہ ناممکن ہے کہ مَیں ان کا شمار کر سکوں"۔ (کتاب البریّہ)

ایک جگہ اس خدائی کفالت کے ایک پہلو کا ذکر کرتے ہوئے انتہائی شکر کے انداز میں فرماتے ہیں:۔

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ کَانَ اُکُلِیْ
وَصِرْتُ الْیَوْمَ مِطْعَامَ الْاَھَالِیْ

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

یعنی ایک زمانہ تھا کہ دُوسروں کے دسترخوان سے بچے ہُوئے ٹکڑے میری خوراک ہُوا کرتے تھے مگر آج خدا تعالیٰ کے فضل سے میرے دسترخوان پر خاندانوں کے خاندان پل رہے ہیں۔

علاقہ کے ایک زمیندار کا بیان ہے (اور غالبًا یہ وُہی ہیں جنکے ذریعہ حضور کے والد صاحب نے نوکری کا پیغام بھجوایا تھا) کہ ایک مرتبہ ایک بڑے افسر یا رئیس نے حضور کے والد صاحب سے پوچھا کہ سنتا ہوں کہ آپ کا ایک چھوٹا لڑکا بھی ہے مگر ہم نے کبھی اُسے دیکھا نہیں۔ اس پر حضور کے والد صاحب نے مُسکراتے ہُوئے فرمایا کہ میرا ایک چھوٹا لڑکا تو ہے مگر وہ تازہ شادی شدہ دُلہنوں کی طرح کم ہی نظر آتا ہے۔ اگر اُسے دیکھنا ہو تو مسجد کے کسی گوشہ میں جا کر دیکھ لیں۔ وہ تو اکثر مسجد میں ہی رہتا ہے دُنیا کے کاموں میں اُسے کوئی دلچسپی نہیں۔ اب یہ ایک عجیب نظارہ دیکھیں کہ ادھر حضرت مسیح موعودؑ نے خدا کی خاطر دنیا سے مُنہ موڑا اور ادھر خدا نے دینی، دُنیاوی نعمتوں سے حضور

کو نوازنا شروع کیا بلکہ حق یہ ہے کہ اس نے دونوں جہان آپ کی جھولی میں ڈال دیئے مگر آپ کی نظر میں خُدا کی محبّت اور اس کے قرب کے مقابل پر ہر دُوسری نعمت ہیچ - آپ اپنی ایک فارسی نظم میں اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہُوئے فرماتے ہیں:

"اے وہ تجھ پر میرا سر اور میری جان اور میرا دل اور میرا ہر ذرّہ قربان ہے تو اپنے رحم و کرم سے میرے دل پر اپنے عرفان کا ہر راستہ کھول دے وہ فلسفی تو دراصل عقل سے کورا ہے جو تجھے عقل کے ذریعہ تلاش کرتا ہے - کیونکہ تیرا پوشیدہ رستہ عقلوں سے دُور اور نظروں سے مستُور ہے - یہ سب لوگ تیری مقدس بارگاہ سے بے خبر ہیں - تیرے دروازہ تک جب بھی کوئی پہنچا ہے تو صرف تیرے احسان کے نتیجہ میں ہی پہنچا ہے - تو بے شک اپنے عاشقوں کو دونوں جہان بخش دیتا ہے - مگر تیرے غلاموں کی نظر میں دونوں جہانوں کی کیا حقیقت ہے؟ وہ تو صرف تیرے مُنہ کے بھُوکے ہوتے ہیں" (چشمۂ مسیحی)

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں۔

"دونوں جہانوں میں میرا تو بس تُو ہی محبُوب ہے اور مَیں تجھ سے صرف تیرے ہی وصال کا آرزومند ہُوں" (دیباچہ براہین احمدیہ)

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو آپ کو بڑی کثرت اور تکرار سے قربِ وفات کے الہام ہُوئے مگر چونکہ آپ کو خُدا کے ساتھ کامل محبّت تھی اور اُخروی زندگی پر ایسا ایمان تھا کہ گویا آپ اُسے اپنی آنکھوں کے سامنے

دیکھ رہے ہیں مگر ان پے درپے الہاموں کے باوجود آپ ایسے شوق اور ایسے انہماک کے ساتھ دین کی خدمت میں لگے رہے کہ گویا کوئی بات ہوئی ہی نہیں بلکہ اس خیال سے اپنی کوششوں کو تیز سے تیز تر کردیا کہ اب مَیں اپنے محبُوب سے ملنے والا ہوں اس لئے اس کے قدموں میں ڈالنے کے لئے جتنے پھُول بھی چُن سکوں چُن لُوں۔ (سلسلہ احمدیہ)

محبّت الہٰی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السّلام ایک جگہ ایسے رنگ میں گفتگو فرماتے ہیں کہ گویا آپ اس محبّت کی شرابِ طہور میں مخمور ہوکر اپنے خدا سے ہم کلام ہو رہے ہیں۔ فرماتے ہیں:-

"مَیں ان نشانوں کو شمار نہیں کرسکتا جو مجھے معلوم ہیں (مگر دُنیا اُنہیں نہیں دیکھتی)، لیکن اے میرے خُدا مَیں تجھے پہچانتا ہوں کہ تو ہی میرا خدا ہے اور میری رُوح تیرے نام سے ایسی اُچھلتی ہے جیسے ایک شیر خوار بچّہ ماں کے دیکھنے سے اُچھلتا ہے۔ لیکن اکثر لوگوں نے مجھے نہیں پہچانا اور نہ قبول کیا۔" (تریاق القلوب)

اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کو گواہ رکھ کر فرماتے ہیں:-

"دیکھ میری رُوح نہایت توکّل کے ساتھ تیری طرف پرواز کررہی ہے جیسا کہ ایک پرندہ اپنے آشیانہ کی طرف آتا ہے۔ سو مَیں تیری قدرت کے نشان کا خواہشمند ہوں لیکن نہ اپنے لئے نہ اپنی ذات کے لئے۔ بلکہ اس لئے کہ لوگ تجھے پہچانیں اور تیری پاک راہوں کو اختیار کریں۔"

(ضمیمہ تریاق القلوب)

اپنی ایک فارسی نظم میں (جو حقیقت المہدی میں شائع ہوئی ہے) اللہ تعالےٰ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"مَیں تجھے اپنی اسی محبت کے پَودے کا واسطہ دے کر کہتا ہُوں جو مَیں نے تیرے لئے اپنے دل کی گہرائیوں میں لگا رکھا ہے کہ تو میری بریّت کے لئے باہر نکل آ۔ ہاں! ہاں اے وُہ جو میری پناہ اور میرا سہارا اور میری حفاظت کا قلعہ ہے وہ محبّت کی آگ جو تُو نے اپنے ہاتھ سے میرے دل میں روشن کی ہے اور جس کی وجہ سے میرے دل و دماغ میں تیرے سوا ہر دُوسرا خیال جل کر راکھ ہو چکا ہے تو اب اسی آگ کے ذریعہ میرے پوشیدہ چہرہ کو دُنیا پر ظاہر کر دے اور میری تاریک رات کو دن کی روشنی میں بدل دے۔

اسی نظم میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اللہ تعالیٰ سے جس بے پناہ محبت کا اظہار فرمایا ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی اس محبّت کو ایسی قدر شناسی سے نوازا کہ جو اس کی بے پایاں رحمت کا حق اور اسی کی بے نظیر قدر شناسی کے شایانِ شان ہے۔ چنانچہ آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

"اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ تَوْحِیْدِیْ وَتَفْرِیْدِیْ۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ وَلَدِیْ۔ اِنِّیْ مَعَکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ" (تذکرہ)

یعنی چونکہ اس زمانہ میں تُو میری توحید کا علمبردار ہے اور توحید کے کھوئے ہُوئے متاع کو دُنیا میں دوبارہ قائم کر رہا ہے اس لئے اے مسیحِ محمدیؐ!

تو مجھے ایسا ہی پیارا ہے جیسے کہ میری توحید اور تفرید۔ اور چونکہ عیسائیوں نے جھوٹ اور افتراء کے طور پر اپنے مسیح کو خدا کا اصل بیٹا بنا رکھا ہے اس لئے میری غیرت نے تقاضا کیا کہ مَیں تیرے ساتھ ایسا پیار کروں کہ جو اولاد کا حق ہوتا ہے۔ تا دُنیا پر ظاہر ہو کہ محمد رسُولؐ اللہ کے شاگرد تک اطفال اللہ کے مقام کو پہنچ سکتے ہیں اور چونکہ تو میرے محبُوب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے دین کی خدمت میں دن رات مستغرق اور اس کی محبّت میں محو ہے اس لئے مَیں تجھے اپنے اس محبُوب کے رُوحانی فرزند کی حیثیّت میں اپنی لازوال محبت اور اپنی دائمی معیّت کے تمغہ سے نوازتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو بھی اللہ تعالےٰ کی اس محبّت اور اس معیّت اور اس غیرت پر ناز تھا۔ چنانچہ جب آپ کو ۱۹۰۴-۰۵ء میں مولوی کرم دین والے مقدمہ میں یہ اطلاع ملی۔ کہ ہندو مجسٹریٹ کی نیّت ٹھیک نہیں اور وُہ آپ کو قید کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تو آپ ناسازیٔ طبع کی وجہ سے لیٹے ہُوئے تھے مگر یہ الفاظ سُنتے ہی جوش کے ساتھ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور بڑے جلال کے ساتھ فرمایا۔

"وُہ خُدا کے شیر پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھے"

میری بہنو اور میرے بھائیو! خدا تعالیٰ کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کی بے نظیر محبّت اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ساتھ خدا تعالیٰ کی لازوال محبت کی ایک بہت چھوٹی سی جھلک آپ نے دیکھی اَب اس بیج کو اپنے

دلوں میں پیدا کرنا اور پھر اس پودے کو خدائی محبت کے پانی سے پروان چڑھانا آپ لوگوں کا کام ہے۔

محبتِ الٰہی کے بعد عشقِ رسُول کا درجہ ہے۔ سو اس میدان میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا مقام عدیم المثال تھا۔ آپ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

"بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم"

یعنی مَیں خدا تعالیٰ کے بعد محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے عشق میں مخمور ہُوں۔ اگر میرا یہ کفر کسی کی نظر میں کفر ہے تو خدا کی قسم مجھے اس کفر کا اعتراف ہے اور مَیں سخت کافر انسان ہُوں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ (جو حضرت اقدسؑ کی مبشر اولاد میں سے دوسرے نمبر پر تھے اور جماعت کی قلمی خدمت اور تربیّت میں آپ کا مقام بہت اُونچا ہے) فرماتے ہیں۔

"یہ خاکسار حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے گھر میں پَیدا ہُوا اور یہ خُدا کی ایک عظیم الشان نعمت ہے جس کے شکریّہ کے لئے میری زبان میں طاقت نہیں۔ بلکہ حق یہ ہے کہ میرے دل میں اس شکریّہ کے تصوّر تک کی گنجائش نہیں۔ مگر مَیں نے ایک دن مر کر خدا کو جان دینی ہے بَس اس آسمانی آقا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں۔ کہ میرے دیکھنے میں کبھی ایسا نہیں ہُوا

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر بلکہ محض نام لینے پر ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلی نہ آگئی ہو آپ کے دل و دماغ بلکہ سارے جسم کا رُواں رُواں اپنے آقا حضرت سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے معمور تھا۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اپنے مکان کے ساتھ والی چھوٹی مسجد میں جو مسجد مبارک کہلاتی ہے اکیلے ٹہل رہے تھے اور آہستہ آہستہ کچھ گنگناتے جاتے تھے اور اس کے ساتھ ہی آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی تار بہتی چلی جا رہی تھی۔ اس وقت ایک مخلص دوست نے باہر سے آکر سُنا تو آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے صحابی حضرت حسّان بن ثابتؓ کا ایک شعر پڑھ رہے تھے جو حضرت حسانؓ نے آنحضرتؐ کی وفات پر کہا تھا جس کا ترجمہ یہ ہے:۔ "اے خدا کے پیارے رسُول تو میری آنکھ کی پُتلی تھا۔ جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہو گئی ہے اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہوگئی۔"

دُنیا جانتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام پر سخت سے سخت زمانے آئے ہر قسم کی تنگی دیکھی طرح طرح کے مصائب برداشت کئے حوادث کی آندھیاں سر سے گذریں مخالفوں کی طرف سے انتہائی تلخیوں اور ایذاؤں

کا مزہ چکھا بچوں عزیزوں اور دوستوں اور اپنے فدائیوں کی موت کے نظار[ے]
دیکھے مگر کبھی آپ کی آنکھوں نے آپ کے قلبی جذبات کی غمّازی نہیں کی لیکن
علیحدگی میں اپنے آقا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متعلق را[و]
وفات بھی وہ جس پر تیرہ سو سال کا عرصہ گذر چکا تھا، یہ محبّت کا شعر یاد کر[تے]
ہوئے آپ کی آنکھیں سیلاب کی طرح بہہ نکلیں۔ مَیں اس جگہ اپنے ا[ن]
بچھڑے ہُوئے بھائیوں سے جنھوں نے ابھی تک حضرت مسیح موعود علیہ السّلا[م]
کو نہیں پہچانا اور آپ کے خدا داد مشن کی اعانت کے لئے ابھی آپ ک[ی]
جماعت میں شامل نہیں ہُوئے دردمند دل کے ساتھ عرض کروں گا۔ کہ ذ[را]
خدا خوفی اور خدا ترسی کے جذبہ سے صرف ایک ایک واقعہ کو پڑھ کر
غور کریں کہ کیا ایسا شخص رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے باہ[ر]
جا سکتا ہے۔ جو اپنے محبُوب آقا کی وفات کے تیرہ سو سال بعد بھی اس[کی]
وفات سے اتنا ہی غمگین اور دُکھی ہے جتنا کوئی انسان اپنے تازہ تری[ن]
شدید صدمہ کی حالت میں ہو سکتا ہے۔ انسان کو بعض مرتبہ شدید مصائ[ب]
اور صدمات بھی جھیلنے پڑتے ہیں۔ کبھی ماں باپ کو اولاد کا صدمہ دیکھ[نا]
پڑتا ہے کبھی چھوٹے چھوٹے بچّے ماں یا باپ کے سایہ سے محروم ہو جاتے ہی[ں]
کبھی خاوند بیوی کی یا کبھی بیوی خاوند کی جُدائی کا صدمہ دیکھنے پر مجبُور ہو[تی]
ہے لیکن زمانہ آہستہ آہستہ یہ زخم مندمل کر دیتا ہے۔ لیکن غور کیجی[ے]
کہ اس دل کی محبّت کی کیفیّت کیا ہو گی جس کے زخم کو تیرہ صدیاں بھ[ی]
مندمل نہ کر سکیں۔

بیان کیا مجھ سے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے (حضرت نواب
مبارکہ بیگم صاحبہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی بڑی صاحبزادی ہیں۔ اور آپ کی
مبشّر اولاد میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو ذہنِ رسا عطا فرمایا ہے۔ اور
آپ کی روایات بڑی شان رکھتی ہیں) کہ" ایک مرتبہ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ
السّلام کی طبیعت کچھ ناساز تھی اور آپ گھر میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے
اور حضرت امّاں جانؓ (حضرت اُمّ المؤمنینؓ) اور حضرت میر ناصر نواب صاحب
بھی پاس بیٹھے تھے کہ حج کا ذکر شروع ہو گیا۔ حضرت میر صاحبؓ نے کوئی
ایسی بات کہی کہ اب تو حج کے لئے سفر اور راستے وغیرہ کی سہولت پیدا
ہو رہی ہے حج کو چلنا چاہیئے۔ اس وقت زیارتِ حرمین شریفین کے تصوّر
میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں
اور آپؑ اپنے ہاتھ کی اُنگلی سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ حضرت
میر صاحبؓ کی بات سُنکر فرمایا۔" یہ تو ٹھیک ہے اور ہماری بھی دلی خواہش
ہے مگر مَیں سوچا کرتا ہُوں کہ کیا مَیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
مزار کو دیکھ بھی سکوں گا؟"

یہ روایت روایات حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ میں چھپ چکی ہے
لیکن مجھ سے حضرت صاحبزادی صاحبہ نے براہِ راست بھی یہ روایت بیان
کی ہے۔ یہ اس عشق کا نتیجہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا ہر وہ منظوم
یا منثور کلام جو آپؑ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں رقم فرمایا
ہے محبّت وعشق کی ایک کان ہے جس کے لعل و گوہر کا شمار نہیں۔ آپ

اپنی ایک فارسی نظم میں جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔ فرماتے ہیں:۔

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں خدا نے عجیب نور ودیعت کر رکھا ہے اور آپ کی مقدس کان عجیب و غریب جواہرات سے بھری پڑی ہے۔ سو اے منکرو! اگر تم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل چاہتے ہو تو اس کے عاشقوں میں داخل ہو جاؤ۔ کیونکہ محمدؐ کا وجود ہی اس کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ واللہ اگر اس راستے میں مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے اور میرے ذرہ ذرہ کو جلا کر راکھ بنا دیا جائے تو پھر بھی میں آپؐ کے دروازے سے کبھی منہ نہیں موڑوں گا۔ سو اے محمدؐ کی جان! تجھ پر میری جان قربان تو نے میرے روئیں روئیں کو اپنے عشق سے منور کر رکھا ہے۔“ (آئینہ کمالاتِ اسلام)

اسی طرح اپنی ایک عربی نظم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں (ترجمہ) ”اے میرے آقا! میری طرف رحمت اور شفقت کی نظر رکھ۔ میں تیرا ایک ادنیٰ ترین غلام ہوں۔ اے میرے محبوب! تیری محبت میرے رگ و ریشہ میں اور میرے دل میں اور میرے دماغ میں رچ چکی ہے۔ اے میرے خوشیوں کے باغیچے! میں ایک لمحہ اور ایک آن بھی تیری یاد سے خالی نہیں رہتا۔ میری روح تو تیری ہو چکی ہے مگر میرا جسم بھی تیری طرف پرواز کرنے کی تڑپ رکھتا ہے۔ اے کاش! مجھ میں اڑنے کی طاقت ہوتی۔“ (آئینہ کمالات اسلام)

عشق کا لازمی نتیجہ قربانی اور فدائیت اور غیرت میں ظاہر ہوا کرتا

ہے۔ ہو نہیں سکتا کوئی عاشق اپنے محبوب کے متعلق غیرت نہ رکھتا ہو۔ یا اس کی راہ میں قربان ہونے کو تیار نہ ہو۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں اپنے آقا اور مطاع محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ جذبات بدرجۂ اتم موجود تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ عیسائیوں کے جھوٹے اور ناپاک الزامات جو وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر لگاتے ہیں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”عیسائی مشنریوں نے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بے شمار بہتان گھڑے ہیں۔ میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی اور ٹھٹھا نے پہنچایا ہے۔ وہ جو ہمارے رسول پاکؐ کی شان میں کرتے رہتے ہیں۔ اُن کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشرؐ کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو زخمی کر رکھا ہے۔ خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں۔ تو ان ساری

باتوں کے مقابل پر میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ
رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں
پس اے میرے آسمانی آقا تو ہم پر رحمت اور نصرت کی نظر
فرما اور ہمیں اس ابتلاء عظیم سے نجات بخش۔"
(ترجمہ عربی عبارت آئینہ کمالات اسلام)

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کسی سفر میں ایک سٹیشن
پر گاڑی کا انتظار کر رہے تھے کہ پنڈت لیکھرام کا بھی اُدھر سے گذر ہوگیا
(یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ وُہی لیکھرام تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے خلاف مباہلہ کے نتیجہ میں خدا کے ہاتھ سے موت کے گھاٹ اتارے
گئے) اور یہ معلوم کرکے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس جگہ تشریف
لائے ہوئے ہیں۔ دنیا داروں کے رنگ میں آپ کو ملنے کے لئے آئے۔
آپ اس وقت وضو فرما رہے تھے پنڈت لیکھرام نے آپ کے سامنے
آکر ہندوانہ انداز میں سلام کیا۔ مگر حضرت اقدسؑ نے اس کا کوئی جواب
نہ دیا۔ گویا دیکھا ہی نہیں۔ اس پر پنڈت لیکھرام نے دوسری طرف سے
آکر پھر سلام کیا اور حضرت اقدسؑ پھر خاموش رہے۔ جب لیکھرام چلا
گیا تو کسی نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ پنڈت لیکھرام آئے تھے۔
اور سلام کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی غیرت کے
ساتھ فرمایا "ہمارے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام
کرتا ہے"۔ یہ اس شخص کا کلام ہے جو ہر طبقہ کے لئے مجسم رحمت تھا

قوم کے ساتھ اس نے انتہائی شفقت اور انتہائی ہمدردی کا سلوک
۔ مگر جب اس کے آقا اور محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے غیرت کا
ال آیا تو اس سے بڑھ کر ننگی تلوار دُنیا میں کوئی نہ تھی۔ (سیرت المہدی)
اس قسم کا ایک اور واقعہ لاہور کے ایک مذہبی جلسہ سے تعلق
ا ہے۔ آریہ صاحبان نے لاہور میں ایک بین الاقوامی جلسہ کی تجویز
ور حضرت اقدسؑ سے بھی خواہش کی کہ آپ اس جلسہ کے لئے کوئی
مون تحریر فرمائیں۔ اور یقین دلایا کہ اس جلسہ میں کسی مذہب کی دلآزاری
والی کوئی تقریر نہیں ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا مضمون
ایک ممتاز حواری حضرت مولوی نورالدینؓ (جو بعد میں جماعت کے
یفہ اول ہوئے) کے سپرد فرمایا جو چند دوستوں کے ساتھ اس جلسہ میں
ولیت کے لئے لاہور تشریف لے گئے۔ مگر آریوں کے مقرر نے وعدہ
افی کرتے ہوئے اپنے مضمون میں رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی شان
ں بہت گستاخانہ رویہ اختیار کیا اور ناپاک حملے کئے۔ جب اس کارروائی
ی اطلاع حضرت اقدسؑ کی خدمت میں پہنچی۔ تو آپ حضرت مولوی نورالدینؓ
احب اور دوسرے احمدیوں پر سخت ناراض ہوئے اور بار بار جوش
ے فرمایا کہ جس جلسہ میں ہمارے رسُول اللہ کو بُرا بھلا کہا گیا اور گالیاں
ی گئیں تم اس مجلس میں کیوں بیٹھے رہے؟ اور کیوں نہ فوراً اُٹھ کر باہر
چلے آئے۔ تمہاری غیرت نے کس طرح برداشت کیا کہ تمہارے آقا کو
گالیاں دی گئیں اور تم خاموش بیٹھے سُنتے رہے اور پھر آپ نے بڑے

جوش سے یہ قرآنی آیت پڑھی۔

إِذَا سَمِعْتُمْ اٰيَاتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَءُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ۔ (النساء ۱۴۱) (سیرت المہدی)

کیا اس زمانہ میں اس غیرت اور اس فدائیت کی کوئی مثال پیش کیجا سکتی ہے؟ اور یہ صرف منہ کا دعویٰ نہیں تھا بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری زندگی اور زندگی کا ہر چھوٹا اور بڑا واقعہ اس عظیم الشان فدائیت پر عملی گواہ تھا۔

محبت الٰہی اور عشق رسولؐ کے ذکر کے بعد اب میں آپ کے اخلاق حسنہ کے چند واقعات عرض کروں گا۔ میں اس جگہ یہ ذکر کر دینا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ اس مضمون میں آپ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کے متعلق جو کچھ بھی بیان کیا گیا ہے کسی خاص انتخاب کا نتیجہ نہیں۔ یعنی یہ نہیں کہ آپ کی حیات طیبہ کے خاص خاص واقعات کو ہی لیا گیا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی سیرت کے جملہ پہلوؤں کا احاطہ کرنا میرے بس کی بات نہیں نہ اس وقت میں یہ ممکن ہے کہ آپ کی سیرت کے بعض پہلوؤں پر بھی پوری روشنی ڈالی جا سکے یہ تو بطور ایک نمونہ کے ہے تا وہ جو آپ کی جماعت میں شامل ہیں آپ کے اسوہ پر چلنے کی سعی کریں۔ وہ جو ابھی آپ کی بیعت میں شامل نہیں اس کو پڑھ کر غور کر سکیں کہ کہیں اس شخص

کے انکار پر ہم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی تو مول نہیں لے رہے؟

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے سید وُلدِ آدم خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ کہکر مخاطب فرمایا ہے یعنی آپ کی لائی ہوئی تعلیم بھی کامل ہے اور آپ کے رنگ میں رنگین اور آپ کی محبت میں سرشار مسیح محمدی بھی انہیں اخلاق سے حصّہ پاتے اور انہیں اخلاق کے مظہر بنتے جو اُن کے آقا و مطاع نے دُنیا کے سامنے پیش کئے۔ سو اب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق فاضلہ کی چند روایات و واقعات پیش کرتا ہوں۔

سب سے پہلے تو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی ایک تحریر جو حضورؑ کے جذبات کی ترجمانی کرتی ہے پیش کرتا ہوں اور آپ اپنی تصنیف "اربعین" میں فرماتے ہیں:

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دُنیا میں کوئی میرا دُشمن نہیں ہے میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے ایک والدہ مہربان اپنے بچوں سے کرتی ہے بلکہ اس سے بڑھکر میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور بد اخلاقی سے بیزاری میرا اصول ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ہدایت فرمائی ہے۔

"تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ"

یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر بنو اور اس ہدایت کے سب سے اوّل مخاطب انبیاء اور مامورین ہوتے ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اس ہدایت کی تعمیل کی سچی تصویر دیکھنی ہو تو وہ بھی انبیاء و مامورین کی زندگی میں دیکھی جا سکتی ہے۔

سو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا تحریر کا یہ فقرہ کہ "میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے ایک والدہ مہربان اپنے بچوں سے کرتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر" اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمانیت کا ہی مظہر ہے لیکن یہ محض زبانی دعویٰ نہیں تھا بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی اور غمگساری میں ہی گذرا اور آپ کی زندگی کے سینکڑوں واقعات اس پر شاہد ہیں۔

حضورؑ کے ایک صحابی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ (جو حضرت اقدسؑ سے بہت قرب کا تعلق رکھتے تھے اور حضور کو بھی آپ سے بہت محبت تھی اور آپ کے مکان کے ایک حصّہ میں ہی رہائش رکھتے تھے) روایت کرتے ہیں کہ "جن دنوں پنجاب میں طاعون کا دَور دَورہ تھا اور بے شمار آدمی ایک ایک دن میں اس موذی مرض کا شکار ہو رہے تھے انہوں نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو علیحدگی میں دُعا کرتے سُنا اور یہ نظارہ دیکھکر محوِ حیرت ہو گئے۔ حضرت مولوی صاحبؓ کے

الفاظ یہ ہیں۔ "اس دُعا میں آپ کی آواز میں اس قدر درد اور سوزش تھی، کہ سُننے والے کا پِتّہ پانی ہوتا تھا۔ اور آپ اس طرح آستانۂ الٰہی پر گریہ و زاری کر رہے تھے کہ جیسے کوئی عورت دردِ زہ سے بے قرار ہو۔ میں نے غور سے سُنا تو آپ مخلوقِ خدا کے واسطے طاعون کے عذاب سے نجات کے لئے دُعا فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ "الٰہی! اگر یہ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو گئے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا؟"

ذرا غور فرمائیں کہ یہ دعا اس عذاب سے بچانے کے لئے کیجا رہی ہے جو ایک خدائی پیشگوئی کے نتیجہ میں ظاہر ہُوا اور جو دراصل آپ کی صداقت پر ایک قاطع دلیل کے طور پر تھا۔ اور جس کے ٹلنے سے کم فہم اور کوتاہ بین نظروں میں آپ کی صداقت بھی مشتبہ ہو سکتی تھی لیکن وہ صفاتِ الٰہیہ کا مظہر دل اس غم سے بے چین ہو جاتا ہے کہ خدا کی مخلوق ہلاک ہو رہی ہے اور اپنے رب سے تڑپ تڑپ کر عرض کرتا ہے کہ خدایا! تو رحیم و کریم ہے تو اپنی مخلوق کو اس عذاب سے بچا لے اور ان کے ایمان کی سلامتی کے لئے کوئی اور راستہ کھول دے۔

جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ پنڈت لیکھرام آریہ قوم کا لیڈر اور معاند اسلام تھا جب اس کی بد زبانی حد سے بڑھ گئی اور باوجود بار بار کے انتباہ کے اس نے رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گندہ دہنی نہ چھوڑی تو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے ایک مباہلہ کا چیلنج دیا۔ اور پیشگوئی فرمائی کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کی قہری تجلّی سے ہلاک ہو گا۔ چنانچہ

جب یہ پیشگوئی اپنی پوری شان کے ساتھ پُوری ہوگئی تو جہاں حضور کو اسلام
کی صداقت کے ایک نشان کے پورا ہونے کی طبعًا خوشی تھی۔ پنڈت لیکھرام
کی موت پر افسوس بھی ہُوا۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہمارے دل کی اس وقت عجیب حالت ہے درد بھی اور
خوشی بھی۔ درد اس لئے کہ اگر لیکھرام رجوع کرتا اگر زیادہ
نہیں تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بد زبانیوں سے باز آجاتا تو مجھے
اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ مَیں اس کے لئے دُعا کرتا۔ اور مَیں
اُمّید رکھتا ہوں کہ اگر وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جا چکا ہوتا
تب بھی وہ زندہ رہتا۔" (سراج منیر)

دوستی اور وفاداری میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دل بےنظیر
جذبات کا حامل تھا۔ چنانچہ آپ کے ایک مقرب صحابی حضرت مولوی عبدالکریم
صاحبؓ روایت کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دن فرمایا۔ میرا مذہب
ہے کہ جو شخص عہد دوستی باندھے مجھے اس عہد کی اتنی رعایت
ہوتی ہے کہ وہ شخص کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ
ہو جائے مَیں اس سے قطع تعلق نہیں کر سکتا ہاں اگر وُہ
خود قطع تعلق کر دے تو ہم لاچار ہیں ورنہ ہمارا مذہب
تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں میں سے کسی نے شراب پی
ہو اور بازار میں گرا ہُوا ہو تو ہم بلا خوف لومۃ لائم۔ اُسے

اُٹھا کر لے آئیں گے۔ فرمایا عہد دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے
اس کو آسانی سے ضائع نہیں کر دینا چاہیئے اور دوستوں
کی طرف سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آئے اس پر اغماض
اور تحمّل کا طریق اختیار کرنا چاہیئے۔"

(سیرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت مولوی عبدالکریمؓ)

قادیان میں ایک صاحب لالہ بڈھامل ہُوا کرتے تھے یہ بہت کٹر
قسم کے آدمی تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں ہمیشہ
پیش پیش رہتے تھے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان
کی بڑی مسجد میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی ایک پیشگوئی کو پورا کرنے
کے لئے ایک مینار کی بنیاد رکھی تو قادیان کے ہندوؤں نے ڈپٹی کمشنر
گورداسپور کے پاس شکایت کی کہ اس مینار کی تعمیر روک دی جائے۔ کیونکہ
اس سے ہماری عورتوں کی بے پردگی ہوگی۔ یہ ایک فضول عذر تھا کیونکہ
اوّل تو مینار کی چوٹی سے کسی کو پہچاننا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اور پھر اگر
بالفرض کوئی بے پردگی تھی بھی تو وہ سب کے لئے تھی جس میں احمدی جماعت
بھی شامل تھی مگر ڈپٹی کمشنر نے حکومت کے عام طریق کے مطابق ہندوؤں
کی یہ شکایت مجسٹریٹ علاقہ کے پاس رپورٹ کے لئے بھجوا دی۔ یہ ڈپٹی
صاحب قادیان آئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملے اور مینار
کی تعمیر سے متعلق حالات دریافت کئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام
نے فرمایا کہ ہم نے یہ مینار کوئی سیر و تفریح یا تماشے کے لئے نہیں بنایا

بلکہ محض ایک دینی غرض کے لئے بنایا ہے۔ تاکہ ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی پوری ہو اور تا ایک بلند جگہ سے اذان کی آواز لوگوں کے کانوں تک پہنچائی جائے اور روشنی کا انتظام بھی کیا جائے ورنہ اس پر ہمیں روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ ڈپٹی صاحب نے کہا یہ ہندو صاحبان بیٹھے ہیں ان کو اس پر اعتراض ہے کہ ہمارے گھروں کی بے پردگی ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا یہ اعتراض درست نہیں بلکہ ان لوگوں نے محض ہماری مخالفت میں یہ درخواست دی ہے ورنہ بے پردگی کا کوئی سوال نہیں اور اگر بالفرض کوئی بے پردگی ہے بھی تو وہ ہماری بھی ہے۔ پھر آپ نے لالہ بڈھامل کی طرف اشارہ کیا جو بعض دوسرے ہندوؤں کے ساتھ مل کر ان ڈپٹی صاحب کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آئے تھے اور فرمایا یہ لالہ بڈھامل صاحب بیٹھے ہیں آپ ان سے پوچھیں کہ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ میرے لئے ان کو فائدہ پہنچانے کا کوئی موقع پیدا ہوا ہو اور میں نے انکی امداد میں دریغ کیا ہو؟ اور پھر ان سے یہ بھی پوچھیں کہ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ مجھے نقصان پہنچانے کا انہیں کوئی موقع ملا ہو اور یہ نقصان پہنچانے سے رُکے ہوں؟ حافظ روشن علی صاحبؓ جو سلسلہ کے ایک جیّد عالم تھے بیان کیا کرتے تھے کہ اس وقت لالہ بڈھامل صاحب پاس بیٹھے تھے مگر شرم اور ندامت کی وجہ سے اُنہیں جرأت نہیں ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بات کا جواب تو درکنار حضور کی طرف آنکھ اٹھا کر

بھی دیکھ سکیں۔ حقیقتاً یہ مخالفوں اور ہمسایوں پر شفقت کی ایک شاندار مثال ہے۔ (سیرت المہدی)

اپنے دوستوں اور خادموں کے لئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ...سم عفو و شفقت تھے۔ چنانچہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اپنی تصنیف ...یرت مسیح موعودؑ" میں لکھتے ہیں۔" ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ جن دنوں ...ضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب" آئینہ کمالات اسلام" کا عربی ...ہ لکھ رہے تھے حضور نے مولوی نورالدین صاحبؓ (حضرت خلیفۃ المسیح ...ولؓ) کو ایک بڑا دو ورقہ اس زیر تصنیف کتاب کے مسودہ کا اس غرض ...ے دیا کہ فارسی میں ترجمہ کرنے کے لئے مجھے پہنچا دیا جائے وہ ایسا مضمون ...کہ اس کی خداداد فصاحت و بلاغت پر حضرت کو ناز تھا۔ مگر مولوی ...حب سے یہ دو ورقہ کہیں گر گیا۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ...ے ہر روز کا تازہ عربی مسودہ فارسی ترجمہ کے لئے ارسال فرمایا کرتے ...ے اس لئے اس دن غیر معمولی دیر ہونے پر مجھے طبعاً فکر پیدا ہوا اور ...نے مولوی نورالدین صاحب سے ذکر کیا کہ آج حضرت صاحب کی ...ف سے مضمون نہیں آیا اور کاتب سر پر کھڑا ہے اور دیر ہو رہی ہے ...م نہیں کیا بات ہے یہ الفاظ میرے منہ سے نکلنے تھے کہ مولوی نورالدین ...بؓ کا رنگ فق ہو گیا۔ کیونکہ یہ دو ورقہ مولوی صاحب سے کہیں ...یا تھا بے حد تلاش کی مگر مضمون نہ ملا اور مولوی صاحب سخت ...ان تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اطلاع ہوئی تو حسب معمول

ہشاش بشاش مسکراتے ہوئے باہر تشریف لائے اور خفا ہونا یا گھبراہٹ کا اظہار کرنا تو درکنار اُلٹا اپنی طرف سے معذرت فرمانے لگے کہ مولوی صاحبؓ کو مسودہ گم ہونے سے ناحق تشویش ہوئی مجھے تو مولوی صاحبؓ کی تکلیف کی وجہ سے بہت افسوس ہے میرا تو یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے گم شدہ کاغذ سے بہتر مضمون لکھنے کی توفیق عطا فرمائیگا۔"

مہمان نوازی اور اکرام ضیف اعلیٰ اخلاق کا ایک ضروری حصّہ ہیں اس خلق کے اظہار میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے شاندار نمونہ قائم کیا ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ بیان کیا مجھ سے سیٹھی غلام نبی صاحب نے کہ ایک دفعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی ملاقات کے لئے قادیان آیا۔ سردی کا موسم تھا اور کچھ بارش بھی ہو رہی تھی۔ میں شام کے وقت قادیان پہنچا تھا رات کو جب میں کھانا کھا کر لیٹ گیا اور کافی رات گذر گئی اور قریبًا بارہ بجے کا وقت ہوگیا تو کسی نے میرے کمرہ کے دروازہ پر دستک دی۔ میں نے اٹھکر دروازہ کھولا تو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کھڑے تھے ایک ہاتھ میں گرم دودھ کا گلاس تھا اور دوسرے ہاتھ میں لالٹین تھی۔ میں حضورؑ کو دیکھکر گھبرا گیا۔ مگر حضور نے بڑی شفقت سے فرمایا کہیں سے دُودھ آگیا تھا میں نے کہا آپ کو دے آؤں۔ آپ یہ دُودھ پی لیں۔ آپ کو شاید دودھ کی عادت ہوگی۔ اس لئے یہ دودھ آپ کے لئے لے آیا ہوں۔ سیٹھی صاحب کہا کرتے تھے کہ میری آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے

سبحان اللہ کیا اخلاق ہیں۔ یہ خدا کا برگزیدہ مسیح اپنے ادنیٰ خادموں کی خدمت اور دلداری میں کتنی لذّت پاتا ہے اور کتنی تکلیف اُٹھاتا ہے۔" (سیرت المہدی)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ اپنی کتاب "سیرت مسیح موعودؑ میں فرماتے ہیں۔" ایک دفعہ گرمی کا موسم تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے اہلِ خانہ لدھیانہ گئے ہوئے تھے۔ میں حضورؑ کو ملنے اندرونِ خانہ گیا۔ کمرہ نیا نیا بنا تھا اور ٹھنڈا تھا۔ میں ایک چارپائی پر ذرا لیٹ گیا اور مجھے نیند آگئی۔ حضورؑ اس وقت کچھ تصنیف فرماتے ہُوئے ٹہل رہے تھے۔ جب میں چونک کر جاگا تو دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام میری چارپائی کے نیچے زمین پر لیٹے ہُوئے تھے میں گھبرا کر ادب سے کھڑا ہوگیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے بڑی محبت سے پوچھا۔ مولوی صاحب! آپ کیوں اُٹھ بیٹھے ؟ میں نے عرض کیا حضور نیچے لیٹے ہوئے ہیں میں اُوپر کیسے سو سکتا ہوں ؟ مُسکرا کر فرمایا۔ آپ بے تکلفی سے لیٹے رہیں۔ میں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا بچّے شور کرتے تھے میں اُن کو روکتا تھا تاکہ آپ کی نیند میں خلل نہ آئے۔ اللہ اللہ! شفقت کا کیا عالم تھا۔"

ایک موقع پر جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اپنے کمرہ میں تشریف رکھتے تھے تو اس وقت باہر سے آئے ہوئے کچھ مہمان بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے کسی شخص نے دروازے پر دستک دی۔

اس حاضر الوقت لوگوں میں سے ایک شخص نے اُٹھ کر دروازہ کھولنا چاہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُن صاحب کو اُٹھتے دیکھا۔ تو جلدی سے اُٹھے اور فرمایا۔ ٹھہریں ٹھہریں مَیں خود دروازہ کھولوں گا۔ آپ مہمان ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ مہمان کا اکرام کرنا چاہیئے۔ (سیرت المہدی حصّہ اوّل)

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کپور تھلوی روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مغرب کی نماز کے بعد مسجد مبارک قادیان کی اُوپر کی چھت پر مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانے کے انتظار میں تشریف فرما تھے اس وقت ایک احمدی دوست میاں نظام دین صاحب ساکن لدھیانہ جو بہت غریب آدمی تھے اور ان کے کپڑے بھی پھٹے پُرانے تھے حضورؑ سے چار پانچ آدمیوں کے فاصلہ پر بیٹھے تھے اتنے میں چند معزز مہمان آکر حضورؑ کے قریب بیٹھتے گئے اور ان کی وجہ سے میاں نظام دین صاحبؓ کو ہر دفعہ پیچھے ہٹنا پڑا۔ حتیٰ کہ وہ ہٹتے ہٹتے جوتیوں کی جگہ پہ پہنچ گئے اتنے میں کھانا آیا تو حضورؑ نے جو یہ سارا نظارہ دیکھ رہے تھے ایک سالن کا پیالہ اور کچھ روٹیاں ہاتھ میں اُٹھالیں اور میاں نظام دین صاحبؓ سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ آؤ میاں نظام دین ہم اندر بیٹھ کر کھانا کھائیں۔ یہ فرما کر حضورؑ مسجد کے ساتھ والی کوٹھڑی میں تشریف لے گئے اور حضورؑ اور میاں نظام دین نے کوٹھڑی کے اندر اکٹھے بیٹھ کر ایک ہی پیالہ میں کھانا کھایا۔ اس وقت میاں نظام دین خوشی سے پھُولے نہیں سماتے تھے۔ اور

جو لوگ میاں نظام دین کو عملاً پرے دھکیل کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قریب بیٹھ گئے تھے وہ شرم سے کٹے جاتے تھے۔ اس لطیف روایت سے کبّر اور نخوت کے خلاف اور دلداری اور مساوات اور اخوّت اور غریب ‍[نو]ازی کے حق میں جو عظیم الشان سبق حاصل ہوتا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج ‍[ن]ہیں۔ دلداری، انکساری اور اکرام ضیف کی ایک اور مثال سنیئے۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی مرحوم روایت کرتے ہیں۔ کہ ‍[ا]یک دفعہ منی پور آسام کے دور دراز علاقہ سے دو غیر از جماعت مہمان ‍[ح]ضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام سُنکر حضور کو ملنے کے لئے قادیان آئے ‍[او]ر مہمان خانہ کے پاس پہنچکر لنگر خانہ کے خادموں کو اپنا سامان اتارنے ‍[او]ر چار پائی بچھانے کو کہا لیکن ان خدام کو اس طرف فوری توجہ نہ ہوئی ‍[او]ر وہ ان مہمانوں کو یہ کہکر دوسری طرف چلے گئے کہ آپ یکّہ سے سامان ‍[اتا]ریں چار پائی بھی آجائے گی۔ ان تھکے ماندے مہمانوں کو یہ جواب ناگوار ‍[گز]را اور رنجیدہ ہوکر اسی وقت بٹالہ کی طرف واپس روانہ ہوگئے۔ مگر ‍[ج]ب حضورؑ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو حضورؑ نہایت جلدی ایسی حالت ‍[می]ں کہ جوتا بھی پہننا مشکل ہوگیا ان کے پیچھے بٹالہ کے رستہ پر تیز تیز قدم ‍[اٹھ]اتے ہوئے چل پڑے چند خدّام بھی ساتھ ہوگئے اور حضرت منشی ظفر احمد ‍[ص]احب روایت کرتے ہیں کہ مَیں بھی ساتھ ہولیا۔ حضورؑ اس وقت اتنی تیزی ‍[کے] ساتھ ان کے پیچھے گئے کہ قادیان سے دو اڑھائی میل پر پُل کے پاس ‍[ان کو جا]لیا اور بڑی محبّت اور معذرت کے ساتھ اصرار کیا کہ واپس چلیں

اور فرمایا کہ آپ کے واپس چلے آنے سے مجھے بہت تکلیف ہوئی ہے آپ یکّہ پر سوار ہو جائیں مَیں آپ کے ساتھ پیدل چلوں گا مگر وہ احترام اور شرمندگی کی وجہ سے سوار نہیں ہوئے اور حضور انہیں اپنے ساتھ لے کر قادیان واپس آگئے اور مہمان خانہ میں پہنچکر ان کا سامان اُتارنے کے لئے حضور نے خود اپنا ہاتھ یکّہ کی طرف بڑھایا مگر خدّام نے آگے بڑھ کر سامان اُتار لیا۔ اس کے بعد حضور ان کے پاس بیٹھکر مؤدّت اور دلداری کی گفتگو فرماتے رہے اور کھانے کے متعلق بھی پوچھا کہ آپ کیا کھانا پسند کرتے ہیں اور کسی خاص کھانے کی عادت تو نہیں اور جب تک کھانا نہ آگیا حضور ان کے پاس بیٹھے ہوئے بڑی شفقت کے ساتھ باتیں کرتے رہے۔ دوسرے دن جب یہ مہمان روانہ ہونے لگے تو حضور نے دودھ کے دو گلاس منگوا کر ان کے سامنے بڑی محبت کے ساتھ پیش کئے اور پھر دو اڑھائی میل پیدل چلکر بٹالہ کے رستہ والی نہر تک چھوڑنے کے لئے ان کے ساتھ گئے اور اپنے سامنے یکّہ پر سوار کرا کے واپس تشریف لائے۔ (اصحاب احمد جلد چہارم)

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی زندگی ہر قسم کے تکلّفات سے آزاد تھی اور آپ اپنے آقا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت میں اپنی مجالس میں کسی قسم کے امتیاز کو روا نہیں رکھتے تھے بلکہ آپکی مجلس میں ہر طبقہ کے لوگ آپ کے ساتھ اس طرح ملے جلے بیٹھتے تھے کہ جیسے ایک خاندان کے افراد گھر میں ملکر بیٹھتے ہیں۔ اور بسا اوقات اس

بے تکلفانہ انداز کا یہ نتیجہ ہوتا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بظاہر ادنیٰ جگہ پر بیٹھ جاتے تھے۔ اور دوسرے لوگوں کو غیر شعوری طور پر اچھی جگہ مل جاتی تھی۔ بیسیوں مرتبہ ایسا ہوتا تھا کہ چارپائی کے سرہانے کی طرف کوئی دوسرا شخص بیٹھا ہوتا تھا اور پائنتی کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السّلام ہوتے تھے۔ یا ننگی چارپائی پر آپ ہوتے تھے اور چادر والی چارپائی پر آپ کا کوئی مُرید بیٹھا ہوتا تھا یا اُونچی جگہ پر کوئی مُرید ہوتا تھا اور نیچی جگہ میں آپ ہوتے تھے۔ مگر یہ کمال خدا کے ماموروں کی جماعتوں میں ہی پایا جاتا ہے۔ اس بے تکلفی کے نتیجہ میں کسی قسم کی بے ادبی کا رنگ پیدا نہیں ہوتا تھا بلکہ ہر شخص کا دل آپ کی محبّت اور احترام اور ادب کے انتہائی جذبات سے معمور رہتا تھا۔

(سیرت المہدی، سلسلہ احمدیہ، شمائل مصنفہ عرفانی صاحبؓ)

شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی مرحوم روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ لالہ شرمپت صاحب (یہ صاحب آریہ قوم سے تھے اور آریہ قوم حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی سخت دشمن تھی) بہت بیمار ہوگئے اور اُن کے پیٹ پر ایک خطرناک قسم کا پھوڑا نکل آیا۔ وہ سخت گھبرا گئے اور اپنی زندگی سے مایوس ہونے لگے جب حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو اُن کی بیماری کا علم ہُوا تو حضور خود اُن کی عیادت کے لئے ان کے تنگ و تاریک مکان میں تشریف لے گئے اور انہیں تسلّی دی اور ہر روز لالہ صاحب کی عیادت کے لئے ان کے مکان پر تشریف لے جاتے رہے۔

ان ایام میں لالہ شرمپت صاحب کی گھبراہٹ کی یہ حالت تھی کہ اسلام کا دشمن ہونے کے باوجود جب بھی حضور ان کے پاس جاتے تھے تو وہ حضور سے عرض کیا کرتے تھے کہ حضرت جی میرے لئے دُعا کریں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ ان کو تسلّی دیتے تھے اور دُعا بھی فرماتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ عیادت اس وقت تک جاری رہی کہ لالہ صاحب بالکل صحتیاب ہو گئے۔

(شمائل حضرت مسیح موعودؑ مصنفہ عرفانی صاحبؓ)

اسی قسم کی شفقت و رحمت کا ایک واقعہ قادیان کے ایک آریہ ملاوامل کے ساتھ بھی پیش آیا۔ لالہ صاحب نوجوانی کے زمانہ سے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہؤا کرتے تھے۔ مگر اپنے مذہبی اور قومی تعصّب میں اتنے بڑھے ہوئے تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے انہیں کئی دفعہ ان خدا داد نشانوں کی گواہی کے لئے بلایا جو ان کی آنکھوں کے سامنے گذرے تھے اور ان کے چشم دید گواہ تھے مگر وہ ہمیشہ مذہبی تعصّب کی وجہ سے شہادت دینے سے گریز کرتے رہے۔ ایک دفعہ یہی لالہ ملاوامل صاحب دق کے مرض میں مبتلا ہو گئے اور حالت بالکل مایوسی اور ناامیدی کی ہو گئی اس پر وہ ایک دن بے چین ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی حالتِ زار بتا کر بہت روئے۔ اور باوجود مخالف ہونے کے اس اثر کی وجہ سے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نیکی کے متعلق ان کے دل میں تھا حضور سے عاجزی کے ساتھ دُعا

ی درخواست کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان کی یہ حالت دیکھ کر حم آگیا۔ اور آپ کا دل بھر آیا اور آپ نے ان کے لئے خاص توجہ سے عا فرمائی جس پر آپ کو خدا کی طرف سے یہ الہام ہؤا کہ

"يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلَامًا"

نی اے بیماری کی آگ تو اس نوجوان پر ٹھنڈی ہو جا۔ اور اس کیلئے فاظت اور سلامتی کا موجب بن جا۔ چنانچہ اس کے بعد لالہ ملاوامل ماحب بہت جلد اس خطرناک مرض سے جو ان ایام میں گویا موت کا یغام سمجھی جاتی تھی شفایاب ہو گئے اور نہ صرف شفایاب ہو گئے بلکہ سو ال کے قریب عمر پائی۔ (روایت حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ)

ایک دفعہ بعض عیسائی پادریوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اقدامِ قتل کا سراسر جھوٹا مقدمہ دائر کیا اور ان مسیحی پادریوں یں ڈاکٹر مارٹن کلارک پیش پیش تھے۔ مگر خدا نے عدالت پر آپکی صداقت ھولدی اور آپ اس مقدمہ میں جس میں عیسائیوں کے ساتھ ملکر آریوں ور بعض غیر احمدی مخالفین نے بھی ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا کہ کسی طرح آپ سزا پا جائیں عزّت کے ساتھ بری کئے گئے۔ جب عدالت نے اپنا فیصلہ سُنایا تو کپٹن ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جو بعد میں کرنل کے عہدہ پر پہنچے نے آپ سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر کلارک پر اس جھوٹی کارروائی کی وجہ سے مقدمہ چلائیں؟ اگر آپ مقدمہ چلانا چاہیں تو آپ کو اس کا قانونی حق ہے۔ آپ نے بلا توقف فرمایا

کہ مَیں کوئی مقدمہ کرنا نہیں چاہتا میرا مقدمہ آسمان پر ہے۔

(سیرت مسیح موعودؑ مصنفہ عرفانی صاحبؓ)

مولوی محمد حسین صاحب رئیس فرقہ اہل حدیث کو کون نہیں جانتا وہ جوانی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوست اور ہم مکتب ہوتے تھے مگر مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ پر یہی مولوی صاحب مخالف ہوگئے اور مخالف بھی ایسے کہ انتہاء کو پہنچکر حضرت مسیح موعودؑ پر کفر کا فتویٰ لگایا اور دجال اور ضال قرار دیا اور آپ کے خلاف ملک بھر میں مخالفت کی آگ بھڑکا دی۔ انہی مولوی محمد حسین کا ذکر ہے کہ وہ ڈاکٹر مارٹن کلارک کے اقدام قتل والے مقدمہ میں آپ کے خلاف عیسائیوں کی طرف سے بطور گواہ پیش ہوئے اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وکیل مولوی فضل دین صاحب نے جو غیر احمدی بزرگ تھے مولوی محمد حسین صاحب کی شہادت کو کمزور کرنے کے لئے ان کے خاندان اور حسب و نسب کے متعلق بعض طعن آمیز سوالات کرنے چاہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں یہ کہکر سختی سے روک دیا۔ مَیں آپ کو ایسے سوالات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ اس کے بعد مولوی فضل دین صاحب موصوف ہمیشہ اس واقعہ کا حیرت کے ساتھ ذکر کیا کرتے تھے کہ مرزا صاحب عجیب اخلاق کے انسان ہیں کہ ایک شخص ان کی عزت بلکہ جان پر حملہ کرتا ہے۔ اور اس کے جواب میں جب اس کی شہادت کو کمزور کرنے کے لئے اس پر بعض سوالات کئے جاتے ہیں تو آپ فوراً

روک دیتے ہیں۔ کہ مَیں ایسے سوالات کی اجازت نہیں دیتا۔

(سیرت المہدی حصہ اوّل)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دشمن کے لئے بھی دُعا نہ کی جائے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا۔ حضرت عمرؓ اس سے مسلمان ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے اکثر دُعا کیا کرتے تھے شکر کی بات ہے کہ ہمیں اپنا کوئی دشمن نظر نہیں آتا۔ جس کے واسطے دو تین مرتبہ دُعا نہ کی ہو۔ ایک بھی ایسا نہیں اور یہی مَیں تمھیں کہتا ہوں۔ پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تمھیں چاہیئے کہ تم ایسی قوم بنو جس کی نسبت آیا ہے کہ

اِنَّھُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ۔

یعنی وہ ایسی قوم ہے کہ ان کا ہم جلیس اور ان کے ساتھ ملنے جلنے والا بدبخت نہیں ہوتا۔ اور ان کی نیکی اور ہمدردی سے محروم نہیں رہتا۔

(ملفوظات جلد سوم)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کیا خوب لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود ایک مجسّم رحمت تھا وہ رحمت تھا اپنے عزیزوں کے لئے، وہ رحمت تھا اپنے دوستوں کے لئے اور رحمت تھا اپنے دشمنوں کے لئے اور رحمت تھا اپنے ہمسایوں کے لئے اور رحمت تھا اپنے خادموں کے لئے اور رحمت تھا اپنے سائلوں کے لئے اور رحمت تھا

عامۃ النّاس کے لئے اور دُنیا کا کوئی چھوٹا یا بڑا طبقہ ایسا نہیں۔ جس
کے لئے اس نے رحمت اور شفقت کے پھول نہ بکھیرے ہوں۔ بلکہ مَیں
کہتا ہوں وہ رحمت تھا اسلام کے لئے جس کی خدمت اور اشاعت
کے لئے اس نے انتہائی فدائیت کے رنگ میں اپنی زندگی کی ہر گھڑی
اور اپنی جان تک قربان کر رکھی تھی۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ اپنے ایک خط میں فرماتے ہیں
کہ ایک مجلس میں توکّل کی بات چل پڑی تو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام
نے فرمایا" میں اپنے قلب کی عجیب کیفیّت پاتا ہوں جب سخت حبس ہوتا
ہے اور گرمی کمال شدّت کو پہنچتی ہے تو لوگ وثوق سے بارش کی امّید
رکھتے ہیں ایسا ہی جب مَیں اپنی صندوقچی کو خالی دیکھتا ہوں تو مجھے
خدا کے فضل پر یقین واثق ہوتا ہے کہ اب یہ بھرے گی اور ایسا ہی
ہوتا ہے اور پھر خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کہ جب میرا کیسا خالی ہوتا
ہے جو ذوق اور سرور اللہ تعالیٰ پر توکّل کا مجھے اس وقت حاصل ہوتا
ہے مَیں اس کی کیفیت بیان نہیں کر سکتا اور یہ حالت بہت ہی زیادہ
راحت بخش اور طمانیت انگیز ہوتی ہے بہ نسبت اس کے کہ کیسہ بھرا
ہُوا ہو" (الحکم)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں محترم
بھائی عبدالرحمانؓ قادیانی نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُرانے
اور مخلص صحابی تھے اور حضور کے ہاتھ پر ہندو سے مسلمان ہوئے تھے

مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آخری سفر میں
لاہور تشریف لے گئے تو اس وقت آپ کو بڑی کثرت کے ساتھ قربِ وفات
کے الہامات ہو رہے تھے۔ ان دنوں میں مَیں نے دیکھا کہ آپ کے چہرہ
پر ایک خاص قسم کی ربودگی اور نورانی کیفیّت طاری رہتی تھی۔ ان
ایام میں حضور ہر روز شام کے وقت ایک قسم کی بند گاڑی میں جو فٹن
کہلاتی تھی ہوا خوری کے لئے باہر تشریف لے جایا کرتے تھے اور حضور
کے حرم اور بعض بچے بھی ساتھ ہوتے تھے جس دن صبح کے وقت حضور
نے فوت ہونا تھا اس سے پہلی شام کو جب حضور فٹن میں بیٹھکر سَیر
کے لئے تشریف لے جانے لگے تو بھائی صاحبؓ روایت کرتے ہیں،
کہ اس وقت حضور نے مجھے خصُوصیّت کے ساتھ فرمایا" میاں عبدالرحمان
اس گاڑی والے سے کہدیں اور اچھی طرح سمجھا دیں کہ اس وقت ہمارے
پاس صرف ایک روپیہ ہے وہ ہمیں صرف اتنی دُور تک لے جائے کہ
ہم اس روپیہ کے اندر گھر واپس پہنچ جائیں"۔ حضرت صاحبزادہ صاحبؓ
تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام دنیاوی مال ومتاع
کے لحاظ سے بعینہٖ اس حالت میں فوت ہُوئے کہ جس میں آپ کے آقا
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہُوا تھا۔

دعاؤں کا فلسفہ بیان کرتے ہُوئے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام
فرماتے ہیں کیا ہی قادر و قیّوم خدا ہے جس کو ہم نے پایا کیا ہی زبردست
قدرتوں کا مالک ہے جس کو ہم نے دیکھا سچ تو یہ ہے کہ اس کے آگے

کوئی بات انہونی نہیں مگر وہی جو اس کی کتاب اور وعدہ کے برخلاف ہے۔ سو جب تم دُعا کرو تو ان جاہل نیچریوں کی طرح نہ کرو جو اپنے ہی خیال سے ایک قانونِ قدرت بنا بیٹھے ہیں جس پر خدا کی کتاب کی مُہر نہیں۔ کیونکہ وہ مردود ہیں اُن کی دُعائیں ہرگز قبول نہیں ہوں گی۔ لیکن جب تو دُعا کے لئے کھڑا ہو تو تجھے لازم ہے کہ یہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے تب تیری دُعا منظور ہوگی اور تو خدا کی قدرت کے وہ عجائبات دیکھے گا جو ہم نے دیکھے ہیں۔ ... خدا ایک پیارا خزانہ ہے۔ اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔ تم ان لوگوں کے پَیرو مت بنو جنہوں نے سب کچھ دُنیا کو ہی سمجھ رکھا ہے۔ چاہیئے کہ تمہارے ہر ایک کام میں خواہ وہ دُنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے... خدا تمہاری آنکھیں کھولے تا تمہیں معلوم ہو کہ تمہارا خدا تمہاری تمام تدابیر کا شہتیر ہے۔ اگر شہتیر گر جائے تو کیا کڑیاں اپنی چھت پر قائم رہ سکتی ہیں مبارک ہو اس انسان کو جو اس راز کو سمجھ لے اور ہلاک ہو گیا وہ شخص جس نے اس راز کو نہیں سمجھا۔

(کشتی نوحؑ)

اسی طرح فرماتے ہیں "دُعا میں اللہ تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں خدا نے مجھے بار بار یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہوگا دُعا ہی کے ذریعہ ہوگا ہمارا ہتھیار تو دُعا ہی ہے اس کے سوا کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں جو کچھ ہم پوشیدہ مانگتے ہیں خُدا اس کو ظاہر کر کے دکھا دیتا

ہے"۔ (ذکرِ حبیبؑ مرتّبہ حضرت مفتی محمّد صادق صاحبؓ)

اب مَیں قبولیّت دُعا کے تین واقعات بیان کرتا ہوں۔

ریاست کپورتھلہ میں ایک مختصر مگر مخلص جماعت تھی جو حضور سے بہت محبّت اور فدائیت کا رنگ رکھتی تھی ایک مرتبہ غیر احمدی مخالفوں نے کپورتھلہ کی احمدی مسجد پر قبضہ کر کے مقامی احمدیوں کو بیدخل کرنے کی کوشش کی بالآخر یہ مقدّمہ عدالت میں پہنچا۔ کپورتھلہ کے دوست بہت فکرمند تھے اور گھبرا گھبرا کر حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں دُعا کے لئے عرض کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ان دوستوں کی فکر اور اخلاص سے متأثر ہو کر ایک دن ان کی دُعا کی درخواست پر غیرت کے ساتھ فرمایا "گھبراؤ نہیں اگر مَیں سچا ہوں تو یہ مسجد تمھیں مل کر رہے گی"۔ مگر عدالت کی نیّت خراب تھی اور جج کا رویّہ بدستور مخالفانہ رہا۔ آخر اس نے عدالت میں برملا کہدیا کہ تم لوگوں نے نیا مذہب نکالا ہے اب مسجد بھی تمھیں نئی بنانی پڑے گی اور ہم اس کے مطابق فیصلہ دیں گے مگر ابھی اس نے فیصلہ لکھا نہیں تھا اور خیال تھا کہ عدالت میں جا کر لکھوں گا۔ اس وقت اس نے اپنی کوٹھی کے برآمدہ میں بیٹھکر نوکر سے بوٹ پہنانے کو کہا نوکر بُوٹ پہنا ہی رہا تھا کہ جج پر اچانک دل کا حملہ ہُوا اور وہ چند لمحوں میں ہی اس حملہ میں ختم ہوگیا۔ اور اس کی جگہ دُوسرا جج آیا تو اس نے مسل دیکھ کر احمدیوں کو حق پر پایا اور مسجد احمدیوں کو دلا دی۔

(سیرت المہدیؑ نیز اصحابِ احمدؑ)

قادیان میں ایک لڑکا حیدر آباد دکن سے تعلیم کے لئے آیا تھا اس کا نام عبدالکریم تھا اور وہ ایک نیک اور شریف لڑکا تھا۔ اتفاق سے اسے ایک دیوانہ کتّے نے کاٹ لیا۔ چونکہ انبیاء کرام کی سنّت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ طریق تھا کہ دُعا کے ساتھ ساتھ ظاہری تدبیر بھی اختیار فرماتے تھے۔ آپ نے اس لڑکے کو پہاڑ پر علاج کے لئے بھجوایا اور وہ اپنے علاج کا کورس پُورا کر کے قادیان واپس آگیا۔ اور بظاہر اچھا ہوگیا۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد اچانک اس میں مخصوص بیماری یعنی ہائیڈروفوبیا کے آثار پیدا ہوگئے حضرت اقدسؑ نے اس کے لئے دُعا فرمائی اور ساتھ ہی مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر کو حکم دیا کہ کسولی پہاڑ کے ڈاکٹر کو تار دے کر عبدالکریم کی حالت بتائی جائے اور علاج کے متعلق مشورہ پوچھا جائے کسولی سے تار کے ذریعہ جواب آیا کہ "افسوس ہے کہ اس بیماری کے حملہ کے بعد عبدالکریم کا کوئی علاج نہیں۔" اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ "ان کے پاس علاج نہیں مگر خدا کے پاس تو علاج ہے۔" چنانچہ حضور نے بڑے درد کے ساتھ اس بچّے کی شفایابی کے لئے دُعا فرمائی۔ خدا کی قدرت سے یہ بچّہ حضور کی دُعا سے بالکل تندرست ہوگیا یا یوں کہو کہ مُردہ زندہ ہوگیا اور اس کے بعد وہ کافی لمبی عمر پا کر فوت ہُوا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دُعا کی قبولیّت کا ایک غیر معمولی واقعہ مجھے

یاد آگیا جو خود مجھ سے ایک احمدی دوست منشی عطا محمد صاحب پٹواری نے عرصہ ہوا بیان کیا۔ منشی صاحب بیان کرتے تھے کہ میں دین کی طرف سے بالکل غافل اور بے بہرہ تھا بلکہ دین کی باتوں پر ہنسی اُڑایا کرتا تھا شراب پیتا تھا اور رشوت بھی لیتا تھا اور جب میرے حلقہ کے بعض احمدی مجھے تبلیغ کرتے تو میں انہیں مذاق کیا کرتا تھا آخر جب ایک دن ایک احمدی دوست نے مجھے اپنی تبلیغ کے ذریعہ بہت تنگ کیا تو میں نے انہیں جواب دیا کہ میں تمہارے مرزا کو خط لکھ کر ایک بات کے متعلق دعا کراتا ہوں اگر میرا وہ کام ہوگیا تو میں سمجھوں گا کہ وہ سچے ہیں چنانچہ میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں خط لکھا کہ آپ مسیح موعود اور ولی اللہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور ولیوں کی دُعائیں قبول ہُوا کرتی ہیں میری اس وقت تین بیویاں ہیں اور باوجود اس کے کہ میری شادی پر ۱۱ سال گذر چکے ہیں ان تینوں میں سے کوئی اولاد نہیں میں چاہتا ہوں کہ میری سب سے بڑی بیوی سے خوبصورت اور صاحب اقبال لڑکا پیدا ہو آپ اس کے لئے دُعا کریں۔ اس خط کے جواب میں مجھے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے لکھا کہ حضور فرماتے ہیں کہ "آپ کے لئے دُعا کی گئی خُدا تعالیٰ آپ کو خوبصورت اور صاحب اقبال لڑکا عطا کرے گا اور اس بیوی سے عطا کرے گا جس سے آپ کی خواہش ہے مگر شرط یہ ہے کہ آپ زکریّا والی توبہ کریں۔" منشی عطا محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے سچی نیّت سے توبہ کر کے اس نصیحت پر عمل کرنا شروع کیا اور میری حالت دیکھ کر

لوگ تعجب کرتے تھے کہ اس شیطان پر کیا جادو چلا ہے کہ اس نے ساری بدیوں سے یک لخت توبہ کرلی ہے اس پر چار پانچ ماہ کا عرصہ گذرا ہوگا کہ میری بیوی کے حمل کے آثار ظاہر ہوگئے اور مَیں نے لوگوں سے کہنا شروع کیا کہ دیکھ لینا اب میرے گھر لڑکا پیدا ہوگا۔ ہوگا بھی خوبصورت اور صاحبِ اقبال۔ آخر ایک دن رات کے وقت میری بڑی بیوی کے گھر بچہ پیدا ہوا مَیں اسی وقت قادیان کی طرف بھاگ گیا۔ اور میرے ساتھ کئی اور لوگ بھی قادیان گئے اور ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ حضور کی زندگی میں ایسی معجزانہ شفا یابی کی مثالیں ایک دو نہیں بلکہ بے شمار ہیں جن میں سے بعض حضورؑ نے مثال کے طور پر اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں بیان فرمائی ہیں۔

اقتداری معجزات بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں کافی تعداد میں ہیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ میاں عبداللہ صاحب سنوریؓ نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت مخلص اور بڑے قدیم صحابی تھے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چند مہمانوں کی دعوت کی مگر عین اسی وقت جبکہ کھانا کھانے کا وقت آیا زیادہ مہمان آگئے اور مسجد مبارک مہمانوں سے بھر گئی اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت

بیوی جی کو اندر کہلا بھیجا کہ اور مہمان آگئے ہیں کھانا زیادہ بھجواؤ۔ اس پیغام کے جانے پر حضرت اماں جانؓ نے گھبرا کر حضرت مسیح موعودؑ کو اندر بلوایا اور کہا کہ کھانا تو بہت تھوڑا ہے اور صرف ان چند مہمانوں کے مطابق پکایا گیا تھا جن کے متعلق آپ نے فرمایا تھا۔ اب کیا کیا جائے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑے اطمینان سے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں اور کھانے کا برتن میرے پاس لے آؤ پھر حضرت مسیح موعودؑ نے اس برتن پر ایک رومال ڈھانک دیا اور رومال کے نیچے سے اپنا ہاتھ گذار کر اپنی انگلیاں چاولوں کے اندر داخل کردیں اور پھر یہ فرماتے ہوئے باہر تشریف لے گئے کہ "اب تم کھانا نکالو خدا برکت دے گا"۔ میاں عبداللہ صاحب روایت کرتے ہیں کہ یہی کھانا سب نے کھایا اور سیر ہوگئے۔ اور کچھ بچ بھی گیا۔ (سیرت المہدی حصہ اوّل)

حضرت صاحبزادہ صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں کہ مَیں نے جب میاں عبداللہ صاحب کی یہ دلچسپ روایت حضرت اماں جانؓ کے پاس بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ ایسے واقعات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے ہمارے گھر میں بارہا ہوئے۔ چنانچہ انہوں نے ایک لطیف واقعہ مثال کے طور پر بیان کیا کہ ایک دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے بہت تھوڑا سا پلاؤ پکایا جو صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے ہی کافی ہو سکتا تھا۔ مگر اس دن نواب محمد علی خان صاحبؓ جو ہمارے ساتھ والے مکان میں رہتے تھے وہ اور ان کی بیوی اور بچے وغیرہ

سب ہمارے گھر آگئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے مجھ سے فرمایا کہ ان کو بھی کھانا کھلاؤ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام سے کہا کہ چاول تو بالکل ہی تھوڑے ہیں کیونکہ میں نے یہ چاول صرف آپ کے لئے ہی تیار کروائے تھے اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے چاولوں کے پاس آکر ان پر دم کیا اور مجھ سے فرمایا کہ "اب تم خدا کا نام لے کر ان چاولوں کو تقسیم کر دو"

حضرت امّاں جانؓ فرماتی تھیں کہ ان چاولوں میں ایسی فوق العادت برکت پیدا ہوئی کہ نواب صاحب کے سارے گھر والوں نے یہ چاول کھائے اور حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ اور مولوی عبدالکریم صاحبؓ کے گھروں میں بھی چاول بھجوائے گئے اور ان کے علاوہ کئی دوسرے لوگوں کو بھی دیئے گئے ۔ اور چونکہ وہ برکت والے چاول مشہور ہو گئے تھے ۔ اس لئے بہت سے لوگوں نے ہم سے آ آکر چاول مانگے اور ہم نے سب کو دیئے اور خدا کے فضل سے وہ سب کے لئے کافی ہو گئے ۔ (سیرت المہدی روایت ۱۴۴)

اب حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے دمِ عیسوی سے شفا پانے کا ایک واقعہ سُن لیجئے ۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں ۔ کہ مسماۃ امۃ اللہ بی بی سکنہ علاقہ خوست مملکت کابل نے مجھ سے بیان کیا کہ جب وہ شروع شروع میں اپنے والد صاحب کے ساتھ قادیان آئیں تو اس وقت اُن کی عمر بہت چھوٹی تھی اور اس کو

آشوبِ چشم کی سخت شکایت ہو جاتی تھی اور تکلیف اس قدر بڑھ جاتی تھی کہ انتہائی درد اور سُرخی کی شدّت کی وجہ سے وہ آنکھ کھولنے تک کی طاقت نہ رکھتی تھی اس کے والدین نے بہت علاج کروایا ۔ مگر کچھ افاقہ نہیں ہؤا اور تکلیف بڑھتی گئی ایک دن جب اس کی والدہ اسے پکڑ کر اس کی آنکھوں میں دوائی ڈالنے لگی تو وہ ڈر کر یہ کہتے ہُوئے بھاگ گئی کہ میں تو حضرت صاحب سے دم کراؤنگی ۔ چنانچہ وہ بیان کرتی ہے کہ میں گرتی پڑتی حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے گھر پہنچ گئی اور حضور کے سامنے جاکر روتے ہوئے عرض کیا کہ میری آنکھوں میں سخت تکلیف ہے اور درد اور سُرخی کی شدّت کی وجہ سے میں بہت بے چین رہتی ہوں اور اپنی آنکھیں تک کھول نہیں سکتی ۔ آپ میری آنکھوں پر دم کریں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے دیکھا کہ میری آنکھیں واقعی خطرناک طور پر اُبلی ہوئی تھیں اور میں درد سے بے چین ہو کر کراہ رہی تھی ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اپنی انگلی پر اپنا تھوڑا سا لعاب دہن لگایا اور ایک لحہ کے لئے رُک کر (جس میں شاید حضور دل میں دُعا فرما رہے ہونگے) بڑی شفقت اور محبّت کے ساتھ اپنی یہ انگلی میری آنکھوں پر آہستہ آہستہ پھیر دی ۔ اور پھر میرے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا "بچّی جاؤ اب خدا کے فضل سے تمہیں یہ تکلیف پھر کبھی نہیں ہوگی" امۃ اللہ بی بی بیان کرتی ہے کہ اس کے بعد آج تک جبکہ میں [illegible] سال کی بوڑھی ہو چکی ہوں کبھی ایک دفعہ بھی میری آنکھیں دُکھنے کو

نہیں آئیں۔ وہ بیان کرتی ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا لعاب دہن لگا کر میری آنکھوں پر دم کرتے ہوئے اپنی انگلی پھیری تو اس وقت میری عمر چھ سال کی تھی۔ گویا ساٹھ سال کے طویل عرصہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس رُوحانی تعویذ نے وہ کام کیا جو اس وقت تک کوئی دوا نہیں کر سکی تھی۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں کہ جہاں آپ کی زندگی کا غالب پہلو جمالی تھا اور محبّت اور نرمی اور شفقت اور نصیحت سے تعلق رکھتا تھا اور چاند کی طرح دلکش، دلنواز تھا وہاں کبھی کبھی جہاں ایمانی غیرت کا سوال پیدا ہوتا تھا آپ کی جلالی صفات بھی سورج کی تیز شعاعوں کی طرح بھڑک اُٹھتی تھیں۔ اب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایمانی غیرت اور جلالی شان کی دو مثالیں بیان کرتا ہوں۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب مرحومؓ بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں گورداسپور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف مولوی کرم دین ساکن بھیں کی طرف سے ایک طولانی مقدمہ چل رہا تھا اور کھدر پوش ہندو مجسٹریٹ مقدمہ کو لمبا کر کے اور قریب قریب کی تاریخیں ڈال کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تنگ کر رہا تھا اور افواہ گرم تھی کہ وہ بزعم خود پنڈت لیکھرام کے قتل کا بدلہ لینا چاہتا ہے۔ ایک دن اُس نے بھری عدالت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا

کہ کیا خدا کی طرف سے آپ کو کوئی ایسا الہام ہُوا ہے کہ اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ یعنی مَیں اس شخص کو ذلیل کروں گا جو تیری ذلّت کا ارادہ کرتا ہے آپ نے بڑے وقار کے ساتھ فرمایا۔ "ہاں یہ میرا الہام ہے اور خدا کا کلام اور خدا کا مجھ سے یہی وعدہ ہے کہ جو شخص مجھے ذلیل کرنے کا ارادہ کرے گا وہ خود ذلیل کیا جائے گا۔" مجسٹریٹ نے کہا کہ اگر مَیں آپ کی ہتک کروں تو پھر۔ آپ نے اسی وقار کے ساتھ فرمایا خواہ کوئی کرے وہ ذلیل کیا جائے گا۔" مجسٹریٹ نے آپ کو مرعوب کرنے کی غرض سے دو تین دفعہ یہی سوال دُہرایا اور آپ ہر دفعہ جلالی انداز میں یہی جواب دیتے گئے کہ "خواہ کوئی کرے۔" اس پر مجسٹریٹ حیران اور مرعوب ہو کر خاموش ہو گیا۔ (اصحاب احمدؑ)

دوسرا جلالی نوعیّت سے تعلق رکھنے والا واقعہ بھی اسی عدالت کا ہے۔ مسٹر چندو لال مجسٹریٹ نے ایک دن عدالت میں لوگوں کا زیادہ ہجوم دیکھ کر عدالت کے کمرے سے باہر کھلے میدان میں عدالت کی کارروائی شروع کی اور نامعلوم کس خیال سے عدالت کی کارروائی کے دَوران میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا آپ کو نشان نمائی کا دعویٰ ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جواب میں فرمایا۔ "ہاں خدا میرے ہاتھ پر نشان ظاہر فرماتا ہے۔" مجسٹریٹ کے اس سوال میں طعن اور استہزاء کا رنگ تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ جواب دے کر تھوڑی دیر سکوت فرمایا گویا خدا کی طرف توجہ فرما رہے ہیں اور اس کی نصرت کے طالب ہو رہے

ہیں اور پھر بڑے جوش اور غیرت کے ساتھ فرمایا "جو نشان آپ چاہیں
مَیں اِس وقت دکھا سکتا ہُوں"۔ مجسٹریٹ حضور کا یہ جواب سُنکر سناٹے
میں آگیا۔ اور اسے سامنے سے کسی مزید سوال کی جُرأت نہیں ہوئی اور
حاضرین پر بھی اس کا خاص اثر ہُوا۔ (اصحاب احمدؑ)

اب مَیں اللہ تعالےٰ کی غیر معمولی نصرت اور حفاظت جس کا خود
خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے وعدہ فرمایا تھا کی چند روایات
بیان کروں گا۔

ایک آریہ نے اسلام پر یہ اعتراض کیا کہ قرآنؐ نے یہ بات خلاف
قانونِ قدرت بیان کی ہے۔ کہ جب حضرت ابراہیمؑ کے دشمنوں نے آپ
کو آگ میں ڈالا تو آگ خدا کے حکم سے اُن پر ٹھنڈی ہوگئی اس کے جواب
میں حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے لکھا۔ کہ یہاں
آگ سے حقیقی آگ مراد نہیں بلکہ دشمنی اور عداوت کی آگ ہے مگر جب
مولوی صاحب کے اس جواب کی اطلاع حضورؑ کو پہنچی تو آپ نے بڑے
جلال کے ساتھ فرمایا کہ مولوی صاحب کو اس تاویل کی ضرورت نہ تھی۔
خدا کے بنائے ہوئے قانون کا احاطہ کون کر سکتا ہے۔ اور آپ نے بڑی
تحدّی سے فرمایا کہ اگر خدا نے اپنی کسی خاص الخاص نصرت سے اپنے
پیارے بندے ابراہیمؑ کے لئے دشمنوں کی لگائی ہُوئی آگ کو سچ مچ
ٹھنڈا کر دیا ہو تو ہرگز تعجب کی بات نہیں اور فرمایا کہ "حضرت ابراہیمؑ

زمانہ تو گذر چکا اب ہم خدا کی طرف سے اس زمانہ میں موجود ہیں۔ ہمیں
کوئی دشمن آگ میں ڈال کر دیکھ لے۔ خدا کے فضل سے ہم پر بھی آگ ٹھنڈی
ہوگی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آپ نے یہ بھی صراحت فرمائی کہ ہمارا یہ کام
نہیں کہ مداریوں کی طرح خود آگ جلا کر اس میں داخل ہونے کا تماشا
دکھاتے پھریں اور خدا کا امتحان کریں۔ خدا کا امتحان کرنا اس کے مامورں
کی شان سے بعید ہے۔ اور سنّتِ انبیاءؑ کے سراسر خلاف۔ ہاں اگر
دشمن خود از راہِ عداوت ہمیں آگ میں ڈالے تو ہم پر ضرور آگ ٹھنڈی
ہوگی اور خدا ہمیں اس کے ضرر سے بچائے گا۔

(سیرت المہدی روایت ۱۳۳ - ۱۴۷)

اَب مَیں اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی نصرت اور حفاظت کا ایک اور واقعہ
بیان کرتا ہُوں۔ حضرت مولوی نُورالدّین صاحب خلیفۃ المسیح اوّلؓ فرماتے
تھے کہ ایک دفعہ کسی بحث کے دَوران میں کسی شوخ مخالف نے حضرت
مسیح موعود علیہ السّلام سے کوئی حوالہ طلب کیا اور بحث میں حضور کو
بزعم خود شرمندہ کرنے کی غرض سے اسی وقت اس حوالے کے پیش کئے
جانے کا مطالبہ کیا۔ مگر اتفاق سے اس وقت یہ حوالہ حضرت مسیح موعود
علیہ السّلام کو یاد نہ تھا اور نہ اس وقت آپ کے حاضر الوقت خادموں
میں سے کسی کو یاد تھا۔ لہٰذا وقتی طور پر شماتت کا اندیشہ پیدا ہُوا۔ مگر
حضرت مسیح موعودؑ نے بڑے وقار کے ساتھ صحیح بخاری کا ایک نسخہ منگوایا
اور اسے ہاتھ میں لے کر جلد جلد اس کی ورق گردانی شروع کر دی اور

پھر ایک ورق پر پہنچ کر فرمایا۔ لو! حوالہ موجود ہے۔ دیکھنے والے سب حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ کہ حضورؑ نے کتاب کے صفحات پر نظر تک نہیں جمائی۔ اور حوالہ نکل آیا۔ بعد میں کسی نے حضرت مسیح موعودؑ سے پوچھا۔ کہ حضور یہ کیا بات تھی کہ حضور پڑھنے کے بغیر ہی صفحے اُلٹتے گئے اور آخر ایک صفحے پر رُک کر حوالہ پیش کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جب مَیں نے کتاب ہاتھ میں لے کر ورق اُلٹنا شروع کئے تو مجھے یُوں نظر آتا تھا کہ اس کتاب کے سارے صفحے بالکل خالی اور کورے ہیں۔ اور اُن پر کچھ لکھا ہُوا نہیں اس لئے مَیں ان کو دیکھنے کے بغیر جلد جلد اُٹھاتا گیا۔ آخر مجھے ایک ایسا صفحہ نظر آیا جس میں کچھ لکھا ہُوا تھا۔ اور مجھے یقین ہُوا کہ خدا کے فضل اور نصرت سے یہ وہی حوالہ ہے جس کی مجھے ضرورت ہے اور مَیں نے بلا توقف مخالف کے سامنے یہ حوالہ پیش کر دیا اور یہ وہی حوالہ تھا جس کا فریقِ مخالف کی طرف سے مطالبہ تھا۔

(سیرت المہدی حصّہ دوم روایت ۳۰۶)

اللہ تعالےٰ کی اس غیر معمولی نصرت و حفاظت کے باوجود جس کے نظارے آپ کی حیاتِ طیّبہ میں سینکڑوں نہیں ہزاروں بار دُنیا نے دیکھے آپ اللہ تعالےٰ کی راہ میں ہر قربانی کے لئے بھی تیار تھے مَیں اس جگہ صرف ایک واقعہ کے بیان پر ہی اکتفا کروں گا۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ مرحوم روایت کرتے ہیں کہ جس دن سپرنٹنڈنٹ پولیس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کی تلاشی کے لئے اچانک قادیان آیا۔

اور حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کو اس کی اطلاع ہُوئی تو وہ سخت گھبراہٹ کی حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بھاگے گئے۔ اور بوجہ رقت کی وجہ سے بڑی مشکل کے ساتھ عرض کیا کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس وارنٹ گرفتاری کے ساتھ ہتھکڑیاں لے کر آرہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس وقت اپنی کتاب "نُور القرآن" تصنیف فرما رہے تھے سر اُٹھا کر مُسکراتے ہوئے فرمایا۔ میر صاحب! لوگ دُنیا کی خوشیوں میں چاندی سونے کے کنگن پہنا کرتے ہیں۔ ہم سمجھیں گے ہم نے اللہ تعالیٰ کے رستہ میں لوہے کے کنگن پہن لئے۔" پھر ذرا تأمّل کر کے فرمایا۔" مگر ایسا نہیں ہوگا۔ خدا تعالےٰ کی حکومت اپنے خاص مصالح رکھتی ہے وہ اپنے خلفائے ماموریں کے لئے اس قسم کی رُسوائی پسند نہیں کرتا۔" (الحکم جلد ۳ صفحہ ۲۳)

اب مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رُوحانی جذب و تاثیر کی روایات میں سے دو بیان کرتا ہوں۔ حضرت مولوی سرور شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مردان کا ایک شخص حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں حضرت مولوی نورالدین صاحب کی طبّ کا شُہرہ سُن کر آپ سے علاج کرانے کی غرض سے قادیان آیا۔ یہ شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بدترین دُشمن تھا۔ اور اس نے قادیان آکر اپنی رہائش کے لئے مکان بھی احمدی محلہ سے باہر لیا۔ جب حضرت

خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے علاج سے اُسے خدا کے فضل سے افاقہ ہوگیا۔
اور وہ اپنے وطن واپس جانے کے لئے تیار ہؤا تو اس کے ایک احمدی
دوست نے اُسے کہا کہ تم نے حضرت مسیح موعودؑ کو تو دیکھنا پسند نہیں
کیا مگر ہماری مسجد تو دیکھتے جاؤ۔ وہ اس بات کے لئے رضامند ہوگیا۔
مگر یہ شرط کی کہ مجھے ایسے وقت میں مسجد دکھاؤ جب مرزا صاحب مسجد
میں نہ ہوں۔ چنانچہ یہ صاحب ایسے وقت میں قادیان کی مسجد مبارک
دکھانے کے لئے لے گئے کہ جب نماز کا وقت نہیں تھا۔ اور مسجد
خالی تھی۔ مگر قدرت خدا کی کرنا ایسا ہؤا کہ ادھر یہ شخص مسجد میں داخل
ہؤا۔ ادھر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے مکان کی کھڑکی کھلی او
کسی کام کے تعلق میں اچانک مسجد میں تشریف لے آئے۔ جب اِس
شخص کی نظر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام پر پڑی تو وہ حضور کا نورا
چہرہ دیکھتے ہی بے تاب ہوکر قدموں میں آگرا اور اسی وقت بیعت کرل

(سیرت المہدی حصّہ اوّل روایت ۷۳)

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کپورتھلوی بیان کرتے ہیں کہ جب
مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی بیعت کے بعد لدھیانہ میں ٹھہرا ہ
تھا تو ایک صُوفی منش شخص نے چند سوالات کے بعد حضرت مسیح موعود ع
الصلوٰۃ والسّلام سے دریافت کیا کہ "آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ک
زیارت بھی کرا سکتے ہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے جواب م
فرمایا۔ "اس کے لئے مناسبت شرط ہے۔ اور پھر میری طرف منہ کرکے فر

"یا جس پر خدا کا فضل ہو جائے۔" حضرت منشی صاحب بیان کرتے ہیں۔
کہ اسی رات مجھے خواب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔
اور اس کے بعد بھی حضرت مسیح موعودؑ کی دُعا اور توجّہ سے مجھے کئی دفعہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔

(اصحاب احمد جلد چہارم صـ۹۲)

ہر نبی کے زمانہ میں الٰہی انوار و برکات کا ایسا متواتر اور مسلسل نزول
ہو رہا ہوتا ہے۔ کہ جس کو موسلا دھار بارش سے تشبیہہ دی جاسکتی ہے
اور انہیں انوار کا نزول ہم حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے زمانہ
میں دیکھتے ہیں۔ آپ خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور تھے۔ اور آپ پر
انوارِ الٰہی کا نزول ایک خاص کیفیّت اور کمیّت رکھتا ہے۔ لیکن آپ
کے ساتھ اور آپ کے قریب رہنے والے اور آپ کی صحبت یافتہ صحابہ کی
جماعت پر بھی علیٰ حسب مراتب الٰہی انوار کا نزول ہو رہا تھا۔ دراصل یہ
بات بھی ایک مامور کی سچائی کی ایک بہت پختہ دلیل ہے۔ اوپر کی مذکورہ
روایت میں بھی دراصل یہی نظر آتا ہے۔ اب میں صحابہ حضرت مسیح
موعود علیہ السّلام میں سے تین چار صحابہ کا ذکر کرتا ہُوں جو مختلف طبقات
سے تعلق رکھتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی
استعداد کے مطابق اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان
کے مطابق آسمان کا ستارہ تھا۔ اور اپنے ایمان کی مضبوطی اور جذبہ قربانی
اور معیار اطاعت میں صحابہ کے رنگ میں رنگین تھا اور بعد میں آنیوالی

نسلوں کے لئے قابلِ تقلید۔ جیسا کہ حضرت مسیح ناصری نے فرمایا ہے اور بالکل سچ فرمایا ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے صحابہ بھی آپ کی سچائی کے نشانوں میں سے ایک نشان ہیں۔ سب سے اوّل مولوی نورالدین صاحب جو بعد میں جماعت کے خلیفہ اوّل ہوئے۔ اور جن کی خود حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اپنے ایک فارسی شعر میں تعریف فرمائی ہے کا ذکر کرتا ہوں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے بیعت کا سلسلہ شروع ہوتے ہی پہلے نمبر پر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی بیعت کی اور پھر حضور پر ایسے گرویدہ ہوئے کہ جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی وفات پر جماعت کے پہلے خلیفہ بنے ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کا معیار ایسا شاندار اور ایسا بلند تھا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک جگہ ان کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ میرے پیچھے اس طرح چلتے ہیں کہ جیسے انسان کے ہاتھ کی نبض اس کے دل کی حرکت کے پیچھے چلتی ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۶)

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے دلّی سے حضرت مولوی نورالدین صاحب کو کسی کام کے تعلق میں قادیان کے پتہ پر ایک تار دلوائی تار لکھنے والے نے یہ الفاظ لکھ دیئے کہ بلا توقف دلّی پہنچ جائیں۔ اس وقت حضرت مولوی صاحب اپنے مطب میں بیٹھے ہوئے

روزمرّہ کے کام میں مصروف تھے اس تار کے ملنے پر آپ فوراً وہیں سے اٹھکر بغیر اس کے کہ گھر جائیں یا سفر کے لئے گھر سے کوئی خرچ منگوائیں یا بستر ہی تیار کروائیں یا اور ضروری سامان سفر ساتھ لیں قادیان کے اڈہ خانے کی طرف روانہ ہوگئے اور جب کسی نے اس کیفیّت کو دیکھ کر کہا کہ حضرت آپ اس طرح بغیر کسی سامان کے لمبے سفر پر جارہے ہیں تو حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ امام نے فرمایا ہے بلا توقف آجاؤ اس لئے اب میرا ایک منٹ کے لئے رکنا بھی جائز نہیں اور مَیں جس طرح بھی ہو ابھی جارہا ہوں۔ خدا نے بھی آپ کے اس توکّل کو غیر معمولی قبولیّت سے نوازا۔ چنانچہ راستہ میں ہی غیبی طریق پر سارے انتظامات بلا روک ٹوک ہوتے چلے گئے اور آپ اپنے امام کی خدمت میں بلا توقف حاضر ہوگئے۔

پھر ایک گاؤں کے رہنے والے بابا کریم بخش ہوتے تھے وہ زیادہ تعلیم یافتہ تو نہیں تھے مگر بے شمار دوسرے احمدیوں کی طرح حضرت مسیح موعودؑ کی محبّت و اطاعت میں گداز تھے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام قادیان کی مسجد میں کچھ وعظ فرمارہے تھے۔ اور پیچھے آنیوالے لوگ پچھلی صفوں میں کھڑے ہوکر سُن رہے تھے۔ اور اُن سے بعد میں آنے والوں کے لئے رستہ رُکا ہوا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے انتظام کی سہولت کی غرض سے ان لوگوں کو آواز دے کر فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ اسوقت بابا کریم بخش صاحب مسجد کی گلی میں سے ہوکر مسجد کی طرف آرہے تھے۔ ان کے کانوں میں اپنے امام کی آواز پہنچی تو وہیں رستہ میں ہی بیٹھ گئے اور پھر آہستہ

آہستہ رینگتے ہوئے مسجد میں پہنچے تاکہ امام کے حکم کی نافرمانی نہ ہو۔ وہ بیان کیا کرتے تھے کہ میں نے خیال کیا کہ اگر میں اس حالت میں مرگیا تو خدا کو اس بات کا کیا جواب دُوں گا کہ اس کے مسیح کی آواز میرے کانوں میں پہنچی۔ اور میں نے اس پر عمل نہ کیا۔ (سیرت المہدی روایت ۱۴۷)

ایک اور صحابی منشی عبدالعزیز صاحب دیہاتی پٹواری ہوتے تھے۔ یہ بھی پُرانے صحابہ میں سے تھے۔ انہوں نے حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحبؓ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب ایک مقدمہ کے تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام گورداسپور تشریف لے گئے تو اس وقت حضور بیمار تھے اور حضور کو پیچش کی سخت تکلیف تھی۔ اور حضور بار بار قضائے حاجت کے لئے جاتے تھے۔ میں حضور کے قریب ہی ٹھہر گیا۔ اور جب حضور قضائے حاجت کے لئے جاتے تھے میں فوراً حضور کی خدمت میں پانی کا لوٹہ حاضر کر دیتا تھا۔ حضور مجھے بار بار فرماتے تھے کہ میاں عبدالعزیز آپ سو جائیں۔ اگر ضرورت ہوئی تو میں آپ کو جگاؤں گا۔ مگر میں ساری رات مسلسل جاگتا رہا تاکہ ایسا نہ ہو کہ حضور مجھے کسی وقت بھی آواز دیں۔ اور میں نیند کی حالت میں حضور کی آواز کو نہ سُن سکوں اور حضور کو تکلیف ہو۔ صبح اٹھکر حضرت مسیح موعودؑ نے مجلس میں خوش ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا ہم پر کتنا فضل ہے کہ مسیح ناصری ایک شدید ابتلاء کے وقت میں لوگوں سے بار بار کہتا تھا کہ جاگتے رہو اور دُعا کرو مگر وہ سو جاتے تھے۔ (متی باب ۲۶ آیت ۳۹ تا ۴۷) مگر ہم ایک عام بیماری کی حالت میں منشی عبدالعزیز

صاحبؓ سے بارہا کہتے تھے کہ سو جاؤ مگر وہ ہماری وجہ سے ساری رات جاگتے رہے اور آنکھ تک نہیں جھپکی۔ (سیرت المہدی روایت ۷۰۱)

ایک اور صحابی جن کا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام سے خاص محبّت اور فدائیت کا رنگ تھا ان کا نام منشی رُوڑا صاحبؓ ہے ان کا ایک واقعہ ذکر کرتا ہوں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں کہ غالباً ۱۹۱۵ء-۱۹۱۶ء کی بات ہے کہ قادیان میں آل انڈیا ینگ مین کرسچن ایسوسی ایشن کے سیکرٹری مسٹر ایچ۔ اے والٹر تشریف لائے۔ مسٹر والٹر کٹر مسیحی تھے۔ اور سلسلہ احمدیہ کے متعلق ایک کتاب لکھکر شائع کرنا چاہتے تھے۔ اس موقع پر مسٹر والٹر نے خواہش ظاہر کی۔ کہ میں بانئ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ کے کسی پُرانے صحبت یافتہ عقیدت مند کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ قادیان کی مسجد مبارک میں حضرت مسیح موعودؑ کے ایک صحابی منشی صاحبؓ مرحوم سے اُنکی ملاقات کروائی گئی۔ اس وقت منشی صاحب مرحوم نماز کے انتظار میں مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ رسمی تعارف کے بعد مسٹر والٹر نے منشی صاحب موصوف سے دریافت کیا کہ آپ مرزا صاحب کو کب سے جانتے ہیں اور آپ نے ان کو کس دلیل سے مانا اور ان کی کس بات نے آپ پر زیادہ اثر کیا۔ منشی صاحب نے جواب میں بڑی سادگی سے فرمایا میں حضرت صاحب کو اُن کے دعویٰ سے پہلے کا جانتا ہوں۔ میں نے ایسا پاک اور نورانی انسان کوئی نہیں دیکھا ان کا نور اور ان کی مقناطیسی شخصیّت ہی

میرے لئے اُن کی سچائی کی سب سے بڑی دلیل تھی ہم تو ان کے مُنہ کے بھُوکے تھے۔ یہ کہکر منشی صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی یاد میں بے چین ہوکر اس طرح رونے لگے جیسے ایک بچّہ اپنی ماں کی جُدائی میں بلک بلک کر روتا ہے۔ اس وقت مسٹر والٹر کا یہ حال تھا کہ یہ نظارہ دیکھکر ان کا رنگ سفید پڑ گیا تھا اور وہ محوِ حیرت ہوکر منشی صاحبؓ موصوف کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہے اور ان کے دل میں منشی صاحبؓ کی اس سادہ سی بات کا اتنا اثر تھا کہ بعد میں انہوں نے اپنی کتاب احمدیّہ موومنٹ میں خاص طور پر اس واقعہ کا ذکر کیا اور لکھا کہ "مرزا صاحب کو ہم غلطی خوردہ تو کہہ سکتے ہیں مگر جس شخص کی صحبت نے اپنے مریدوں پر ایسا گہرا اثر پیدا کیا ہے اُسے ہم دھوکے باز نہیں کہہ سکتے"۔

منشی روڑا خان صاحبؓ کا ذکر کرتے ہوئے مجھے ان کا ایک اَور واقعہ یاد آگیا جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک دن مسجد مبارک کے اس دروازے پر کسی نے دستک دی جو حضور علیہ السّلام کے گھر کی طرف کھلتا ہے۔ جب حضور باہر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ منشی روڑا خان صاحبؓ کھڑے ہیں اور ان کے ہاتھ میں ایک تھیلی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو دیکھکر انہوں نے بے اختیار رونا شروع کر دیا حتیٰ کہ ان کی ہچکی بندھ گئی۔ آخر جب کچھ طبیعت سنبھلی تو انہوں نے وہ تھیلی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ

میں دے کر فرمایا کہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں شدید خواہش تھی کہ مَیں سونے کی اشرفی حضور کی خدمت میں نذر کروں لیکن ایک تو غربت کی وجہ سے اور دوسرے اس وجہ سے کہ جو کچھ بھی تھوڑا بہت جمع ہوتا تھا ہم لوگ بیتابی سے حضور کی خدمت میں پیش کر دیتے تھے میری یہ خواہش حضور کی زندگی میں پوری نہ ہو سکی۔ اب یہ چند اشرفیاں مَیں اس لئے لایا ہوں کہ اگر مَیں آپ کی خدمت میں نذر پیش نہیں کر سکا تو کم از کم آپ کے فرزند کی خدمت میں ہی پیش کر دوں۔

یہ بظاہر ایک معمولی سا واقعہ نظر آتا ہے لیکن اگر کوئی دردمند دل سے دیکھے تو اس محبّت اور عشق کی گہرائی کی ایک ہلکی سی جھلک نظر آ سکتی ہے جو صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کو آپ سے تھا۔

اس جگہ گو پہلے مضمون کے تسلسل میں تو نہیں لیکن حصُولِ ثواب کی خاطر مَیں دو ایسی روایات بیان کر رہا ہوں جو براہِ راست مجھ سے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے بیان فرمائی ہیں۔

بیان کیا مجھ سے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے کہ ایک روز حضور علیہ السّلام اپنے مکان کے حجرہ میں (یہ حجرہ مغربی جانب بیت الدعا سے ملحق کمرہ ہے) لیٹے ہُوئے تھے اور کوئی اس وقت پاس نہ تھا۔ مَیں کمرہ میں داخل ہوئی اور حضرت اقدس کو دبانا شروع کیا۔ یکلخت مَیں نے محسوس کیا کہ حضور کے جسم میں ارتعاش پیدا ہُوا ہے۔ ایسا معلوم

ہوتا تھا کہ ایک بجلی کی لہر جسم میں دوڑ رہی ہے آنکھیں بند تھیں اور پیشانی مبارک پر پسینہ کے موٹے موٹے قطرے موتیوں کی طرح اُبھر آئے تھے۔ اس کے بعد حضور اُٹھے اور ایک کاغذ پر کچھ لکھا اور فرمایا میر صاحب (حضرت میر ناصر نواب صاحب جو اس وقت حضور کے مکان کے ایک دوسرے حصّہ میں موجود تھے) کو بلاؤ۔ چنانچہ جب حضرت میر صاحب کمرہ میں تشریف لائے تو حضور علیہ السّلام نے وہ کاغذ ان کو دے کر فرمایا کہ اس کو پڑھیں۔ ہمیں یہ الہام ابھی ہوُا ہے۔ الہام کے الفاظ یہ تھے "زبردست نشانوں کے ساتھ ترقی ہوگی۔" آپ سب جو یہاں بیٹھے ہیں۔ اس الہام کی سچّائی کی دلیل ہیں کیونکہ منجملہ ان بے شمار نشانوں کے جو ہر روز ہم دیکھ رہے ہیں ہر فرد جو جماعت میں شامل ہوتا ہے اس الہام کی سچّائی کا نشان ہے۔

بیان کیا مجھ سے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے کہ ۱۹۰۷ء یا اوائل ۱۹۰۸ء کا ذکر ہے کہ حضور کسی سفر کی تیاری کر رہے تھے۔ تو مجھ سے بھی فرمایا کہ تم دو نفل پڑھ کر دعاء استخارہ کرو اور اگر کوئی خواب آئے تو مجھے بتانا حضور کے اس ارشاد پر مَیں نے عمل کیا۔ اور رات کو خواب میں دیکھا کہ مسجد مبارک کے صحن میں حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ بیٹھے ہیں اور ان کے ہاتھ میں ایک لمبی سی کتاب ہے اس کو پڑھ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ پیشگوئیاں حضرت صاحب کی میرے متعلق ہیں اور مَیں ابوبکر ہوں اس خواب کے تسلسل میں مَیں نے یہ بھی

دیکھا کہ حضرت اماں جان نیچے کے صحن میں بیٹھی گوشت تقسیم کر رہی ہیں نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بیان فرماتی ہیں کہ اس وقت مجھے خود اس خواب کی تعبیر معلوم نہ تھی۔ لیکن حضور نے مجھ سے خواب سُنکر فرمایا کہ دیکھو اپنی والدہ سے اس خواب کا ذکر نہ کرنا۔

اب اس خواب میں ایک طرف حضور کی وفات کی طرف اشارہ ہے اور آخری سالوں میں خود حضور کو کثرت سے وفات کے متعلق الہامات ہو رہے تھے تو دوسری طرف جماعت میں خلافت کے قیام کی طرف اشارہ ہے۔ فَتَدَبَّرُوْا۔

اَب مَیں آخر میں حضور علیہ السّلام کے علمی اعجاز کا ذکر کروں گا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ مسیح موعود کے زمانہ میں مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہوگا۔ اور اس کی جگہ دلائل اور براہین سے اسلام کی فتح ہوگی۔ چنانچہ عین اس پیشگوئی کے مطابق حضور علیہ السّلام نے قلمی جہاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے بندہ کی اس خدمت کو قبولیّت کا شرف عطا فرمایا اور "سلطان القلم" کے خطاب سے نوازا۔ یُوں تو حضور علیہ السّلام کی جملہ کتب بلکہ تقاریر اور مجالس کی گفتگو بھی ایک خاص رُوحانی رنگ اور جذب اور تاثیر رکھتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا ایک زندہ ثبوت ہے۔ لیکن اس جگہ صرف ایک تقریر اور ایک تحریر کا ذکر کرتا ہوں جو خاص الٰہی تصرّف کے ماتحت

لکھی گئی اور کی گئی ان میں سے سب سے اوّل حضور کی تصنیف " اسلامی اصول کی فلاسفی" ہے۔ اور اس کے لکھے جانے کی وجہ لاہور کا جلسۂ مذاہب تھا۔ جس میں جملہ مذاہب کے نمائندگان نے اپنے اپنے مذہب کی تعلیم کی روشنی میں ان مضامین کو پرکھنا تھا جو جلسہ کے منتظمین کی طرف سے مقرر کئے گئے تھے۔ اور اس کی تفصیلی رپورٹ اسی زمانہ کے اخبارات اور جلسہ کے منتظمین کی رپورٹ اور سلسلہ کے اخبارات اور کتب حضرت مسیح موعودؑ میں آچکی ہے۔ (اگر کسی نے یہ تفصیل دیکھنی ہو تو مواد موجود ہے) میں اس جگہ حضور کے ایک قدیم صحابی کی روایت کا خلاصہ بیان کروں گا۔

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ بیان فرماتے ہیں کہ ۱۸۹۴ء کے نصف آخر کا زمانہ تھا کہ قادیان میں ایک سادھو منش وارد ہوا۔ اور حضور علیہ السّلام سے عرض کیا کہ اس کو سچائی کی تلاش ہے اس پر حضور علیہ السّلام نے اس سے فرمایا کہ ہماری تو بعثت کی غرض ہی یہ ہے کہ مذاہب کے اختلاف کا فیصلہ کر کے دُنیا کو سچے خدا کا راستہ دکھائیں سو اگر آپ لاہور جیسے مقام میں کسی ایسے جلسہ کا انتظام کرسکیں جس میں سارے مذاہب کے نمائندے شامل ہو کر اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں۔ اور مخلوقِ خدا کو خدا کا راستہ دکھانے میں مدد دیں۔ تو یہ ایک بہت بڑی نیکی اور خدمت کا کام ہوگا اور دنیا کو اپنے سچے آقا اور مالک کا نشان پانے میں مدد ملے گی اس پر سوامی شوگن چندر

نے لاہور جاکر مختلف مذاہب کے زعماء سے مل کر ایسے جلسہ کا انتظام یا۔ اور قرار پایا کہ جملہ مذاہب کے نمائندے اپنے اپنے مذہب کی علیمات سے خدا کی ہستی۔ خدا کی صفات اور دین و مذہب کے اصولوں کے متعلق ان پانچ سوالوں پر مشتمل مضمون پڑھیں جو منتظمین جلسہ کی طرف سے مقرر کئے گئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے ان سوالوں کے جواب میں ایک مفصّل مضمون لکھا اور جلسہ سے کئی ن پہلے ایک اشتہار شائع کیا اور اس اشتہار میں بڑی تحدّی کے ساتھ یہ اعلان فرمایا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ:۔

۱۔ میرا مضمون سب پر غالب رہے گا۔

۲۔ یہ مضمون خدا تعالےٰ کی کبریائی کا موجب ہوگا۔ اور اس کے مقابل پر تمام دوسرے مذاہب خیبر کے یہودی قلعوں کی طرح مفتوح ہوں گے اور اُن کے جھنڈے سرنگوں ہو جائیں گے۔

۳۔ جُوں جُوں اس مضمون کی اشاعت ہو گی دُنیا میں قرآنی سچائی زور پکڑتی جائے گی اور اسلام کا نور پھیلتا جائیگا جب تک کہ اپنا دائرہ پُورا کرے۔ (اشتہار "سچائی کے طالبوں کے لئے ایک عظیم الشان خوشخبری" ۲۱ر دسمبر ۱۸۹۶ء)

مذاہب عالم کا یہ عظیم الشان جلسہ ۲۶-۲۷-۲۸-۲۹ر دسمبر کی تاریخوں

میں لاہور میں منعقد ہُوا۔ اور اس میں اسلام۔ مسیحیّت اور ہندو مذہب سناتن دھرم آریہ مذہب سکھ مذہب، برہمو سماج۔ فری تھنکر اور تھیوسافیکل سوسائٹی کے نمائندوں نے اپنے اپنے عقائد اور خیالات بیان کئے۔ حضور علیہ السّلام کا لکھا ہُوا مضمون حضور کے ایک مخلص صحابی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے پڑھ کر سُنایا۔ بھائی عبدالرحمٰن صاحبؓ قادیانی بیان کرتے ہیں۔ کہ "مَیں نے اپنے کانوں سے سُنا کہ ہندو اور سکھ بلکہ کٹر آریہ سماجی اور عیسائی تک بیساختہ سُبحان اللہ سُبحان اللہ پکار رہے تھے۔ ہزاروں کا یہ مجمع اس طرح بے حِس و حرکت بیٹھا تھا کہ جیسے کوئی بے جان بُت ہو۔ اور اگر ان کے سروں پر پرندے بھی آ بیٹھتے تو تعجب کی بات نہ تھی۔ مضمون کی رُوحانی کیفیّت دلوں پر حاوی تھی اور اس کے پڑھنے کی گونج کے سوا لوگوں کے سانس تک کی بھی آواز نہ آتی تھی۔ حتیٰ کہ قدرتِ خداوندی سے اس وقت جانور تک بھی خاموش تھے اور مضمون کے مقناطیسی اثر میں کوئی خارجی آواز رخنہ انداز نہ ہو رہی تھی۔ کاش مَیں اس لائق ہوتا کہ جو کچھ اس وقت مَیں نے دیکھا اور سُنا اس کا عشرِ عشیر میں بیان کر سکتا۔ کوئی دل نہ تھا جو اس لذّت و سرور کو محسوس نہ کرتا تھا۔ کوئی زبان نہ تھی جو اس کی خوبی و برتری کا احترام و اعتراف نہ کرتی تھی۔ نہ صرف یہی بلکہ ہم نے اپنے کانوں سے سُنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کئی ہندو اور سکھ صاحبان مسلمانوں کو گلے لگا لگا کر کہہ

رہے تھے اگر یہی قرآن کی تعلیم اور یہی اسلام ہے جو آج مرزا صاحب نے بیان کیا ہے تو ہم لوگ آج نہیں تو کل اسے قبول کرنے پر مجبور ہوں گے۔ (اصحابِ احمدؐ)

اس مضمون کے متعلق منشی جلال دین صاحب جنہوں نے اس مضمون کو جلسہ میں پڑھنے کے لئے صاف نقل کیا تھا بیان کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے فرمایا تھا کہ "مَیں نے اس مضمون کی سطر سطر پر دُعا کی ہے"۔

مَیں اس جگہ جماعت احمدیّہ کے مختلف ممالک میں بسنے والے احمدی بھائیوں سے درخواست کروں گا کہ اس کتاب کی اشاعت میں خاص دلچسپی لیں کہ یہ خُدا کے خاص فضل کو لئے ہوئے ہے۔ پس اپنے اپنے ملک کی زبان میں اس کا ترجمہ کروائیں۔ اور پھر اس کی کثیر اشاعت کریں تا قرآنی سچائی زور پکڑے اور اسلام کا نور پھیلتا چلا جائے۔

اب مَیں اس تقریر کے متعلق بیان کرتا ہوں جس کا اُوپر ذکر کر چکا ہوں۔ ۱۹۰۰ئ میں عیدالاضحیٰ کے موقع پر حضور نے عربی میں ایک خطبہ پڑھا جو "خطبہ الہامیہ" کے نام سے شائع شدہ ہے اور جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے حضور کی تقریر الہامًا حضور پر نازل ہوئی اس کی مختصر روئیداد حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحبؓ قادیانی کی زبانی سنیئے۔

حضرت بھائی صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ عیدالاضحیٰ کے دن حضورؑ نے نماز سے قبل فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ

"آج تم عربی میں تقریر کرو تمہیں قوت دی گئی اور نیز یہ الہام ہوا

"کَلَامٌ اُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَبٍّ کَرِیْمٍ"

یعنی ہماری اس تقریر میں خدائے کریم کی طرف سے فصاحت اور برکت عطا کی جائے گی۔ (تذکرہ)

چنانچہ پہلے عید کی نماز مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے پڑھائی اور اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مختصر سا خطبہ اردو میں دیا جس میں خصوصیت کے ساتھ جماعت کو باہم اتفاق اور اتحاد اور محبت کی نصیحت فرمائی اور پھر حضورؑ نے حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کو اپنے قریب آکر بیٹھنے کا ارشاد فرمایا کہ "اب میں جو کچھ بولوں گا وہ چونکہ خاص خدائی عطا ہے آپ لوگ اسے توجہ سے لکھتے جائیں تاکہ وہ محفوظ ہو جائے۔ ورنہ بعد میں شاید میں خود بھی نہیں بتا سکوں گا کہ میں نے کیا کہا تھا۔

(اصحاب احمد جلد نہم روایت بھائی صاحبؓ)

اس کے بعد حضور مسجد اقصیٰ کے درمیانی دروازہ میں ایک کرسی پر مشرق کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے اور عربی زبان میں اپنی تقریر شروع کی جس کا پہلا فقرہ یہ تھا کہ

"یَا عِبَادَ اللّٰهِ فَکِّرُوْا فِیْ یَوْمِکُمْ هٰذَا یَوْمَ الْاَضْحٰی، فَاِنَّهٗ اُوْدِعَ اَسْرَارًا لِاُولِی النُّهٰی۔" (خطبہ الہامیہ)

یعنی اے خدا کے بندو! اپنے اس دن کے معاملے میں غور کرو

جو حج اور عید کی قربانیوں کا دن ہے کیونکہ خدا کی طرف سے اس دن میں عقلمندوں کے لئے بڑی بڑی حکمتیں ودیعت کی گئی ہیں"۔

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ کرسی پر بیٹھنے اور تقریر شروع کرنے کے بعد یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا اب حضورؑ کسی دوسری دنیا میں چلے گئے ہیں حضور کی آنکھیں قریبًا بند تھیں اور چہرہ مبارک اس طرح پر منور نظر آتا تھا کہ گویا انوارِ الٰہی نے اسے پوری طرح ڈھانپ کر غیر معمولی طور پر روشن اور ضیا پاش کر رکھا ہے۔ اس وقت حضورؑ کے چہرہ پر نظر نہیں جمتی تھی اور حضورؑ کی پیشانی سے نور کی اتنی تیز شعاعیں نکل رہی تھیں کہ ہر دیکھنے والے کی آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی تھیں۔ زبان مبارک تو بظاہر حضورؑ کی چلتی ہوئی نظر آتی تھی مگر کیفیت کچھ ایسی تھی کہ گویا وہ بے اختیار ہو کر کسی غیبی طاقت کے چلانے سے چل رہی ہے۔ اس وقت کی حالت لفظوں میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ اس وقت کے انقطاع الی اللہ اور توکل اور ربودگی اور بے خودی اور محویت کا یہ عالم تھا کہ اس کی تصویر کھینچنا انسانی طاقت سے باہر ہے حضورؑ کی اس فصیح و بلیغ معجزانہ عربی تقریر کے بعد (جو کتاب خطبہ الہامیہ کے ابتدائی ۳۸ صفحات میں چھپ چکی ہے) حاضرین کی خواہش پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے اسی مجلس میں اس کا اردو ترجمہ سنایا۔ ترجمہ کے دوران میں اللہ تعالیٰ کے کسی خاص القاء یا اندرونی جذبہ کے ماتحت حضرت مسیح موعودؑ ایک

فقرہ پر کرسی سے اُٹھ کر بے اختیار سجدہ میں گر گئے اور حضورؑ کے ساتھ ہی سارے حاضرین نے بھی اپنی پیشانی اپنے آسمانی آقا کے سامنے زمین پر رکھ دی۔ (اصحابِ احمدؑ)

اس اعجازی تقریر کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"سُبحان اللہ اس وقت ایک غیبی چشمہ کھل رہا تھا مجھے معلوم نہیں کہ مَیں بول رہا تھا کہ میری زبان سے کوئی فرشتہ کلام کر رہا تھا کیونکہ مَیں جانتا تھا کہ اس کلام سے میرا کوئی دخل نہ تھا۔ خود بخود بنے بنائے فقرے میرے منہ سے نکلتے جاتے تھے اور ہر ایک فقرہ میرے لئے ایک نشان تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ ایک علمی معجزہ ہے جو خدا نے دکھلایا اور کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔"

(حقیقۃ الوحی ص۳۷۶)

یہ ہے ایک نہایت مختصر سا خاکہ اس زمانہ کے مامور و مُرسل کی زندگی کا ورنہ آپ کی تمام زندگی الٰہی نشانات اور معجزات اور الٰہی تائیدات اور برکتوں سے بھرپُور تھی۔ آپ کی سیرت کے متعلق نہایت مختصر مگر جامع نوٹ (جو حضرت میر محمدؐ اسماعیل صاحبؓ کا تحریر فرمودہ ہے) مَیں پڑھ کر اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔

حضرت میر صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اخلاق میں کامل تھے۔ آپ نہایت رؤف و رحیم تھے۔ سخی تھے۔

مہمان نواز تھے، اشجع الناس تھے، ابتلاؤں کے وقت جب لوگوں کے دل بیٹھ جاتے تھے آپ شیرِ نر کی طرح آگے بڑھتے تھے۔ عفو، چشم پوشی، فیاضی، دیانت، خاکساری، صبر، شُکر، استغنا، حیا، غضِ بصر، عفت، محنت، قناعت، وفاداری، بے تکلفی، سادگی، شفقت، ادب الٰہی۔ ادب رسُولؐ اور بزرگانِ دین، صلح، میانہ روی، ادائیگی حقوق، ایفائے عہد، چُستی، ہمدردی، اشاعت دین، تربیت، حسنِ معاشرت، مال کی نگہداشت، وقار، طہارت، زندہ دلی اور مزاح، راز داری، غیرت، احسان، حفظِ مراتب، حسن ظنّی، ہمت، اولوالعزمی، خودداری، خوش روئی، اور کشادہ پیشانی، کظمِ غیض، کف ید و کف لسان، ایثار، معمور الاوقات ہونا، انتظام اشاعت علم و معرفت، خدا اور اس کے رسُولؐ کا عشق، کامل اتباع رسُولؐ، یہ مختصر آپ کے اخلاق و عادات تھے۔ آپ میں ایک مقناطیسی جذب تھا۔ ایک عجیب کشش تھی، رعب تھا، برکت تھی، موانست تھی، بات میں اثر تھا، دُعا میں قبولیت تھی۔ خدام پروانہ وار حلقہ باندھ کر آپ کے پاس بیٹھتے تھے۔ اور دلوں سے زنگ خود بخود دُھلتا جاتا تھا۔ غرض یہ کہ آپ نے اخلاق کا وہ پہلو دنیا کے سامنے پیش کیا، جو معجزانہ تھا۔ سراپا حُسن تھے، سراسر احسان تھے اور اگر کسی شخص کا مثیل آپ کو کہا جا سکتا ہے تو صرف حضرت محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اور بس۔

آپ کے اخلاق کے اس بیان کے وقت قریبًا ہر خلق کے متعلق میں نے دیکھا کہ میں اس کی مثال بیان کر سکتا ہوں یہ نہیں کہ میں نے یونہی کہہ دیا میں نے آپ کو اس وقت دیکھا جب میں دو سال کا بچّہ تھا پھر آپ میری آنکھوں سے اس وقت غائب ہوئے جب میں ۲۷ سال کا جوان تھا۔ مگر میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ میں نے آپ سے بہتر آپ سے زیادہ خلیق آپ سے زیادہ نیک آپ سے زیادہ بزرگ آپ سے زیادہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبّت میں غرق کوئی شخص نہیں دیکھا۔ آپ ایک نور تھے جو انسانوں کے لئے دُنیا پر ظاہر ہُوا اور رحمت کی بارش تھے جو ایمان کی ایک لمبی خشک سالی کے بعد اس زمین پر برسی اور اسے شاداب کر گئی۔

بالآخر میں اپنے ربّ رحیم غفور کے حضور عرض کرتا ہوں کہ اے میرے آسمانی آقا! میں نے اپنی عقل و فہم کے مطابق تیرے بندے اور دین کے خادم مسیح پاک علیہ السّلام کی حیاتِ طیّبہ کی چند روایات اس اجتماع میں سُنائی ہیں تا مسیح پاکؑ کے غلام اپنے آقا کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق پائیں اور اسی رنگ میں رنگین ہوں جو رنگ ہمارا پیارا مسیحؑ اپنی جماعت میں دیکھنا چاہتا تھا۔ سو تو محض اپنے فضل سے ہم سب کو توفیق عطا فرما کہ ہم حقیقی معنوں میں مسیح پاک کی پاک جماعت بن جائیں اور تیری رضا کی راہوں پر ہمیشہ ہمارا قدم ہو۔ کوئی فتنہ، کوئی امتحان، کوئی ابتلاء کوئی

جھوٹی عزّت، کوئی نفسانی خواہش، کوئی غلط روی۔ کوئی بُغض، کوئی کینہ، کوئی بدظنّی ہمیں صراطِ مستقیم سے ہٹا نہ دے۔ کہ انسان کو جو کچھ ملتا ہے وہ سب تیری عنایت اور تیرے کرم پر موقوف ہے۔

والسّلام

مرزا مبارک احمد

۶/۱۰/۶۸